بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے اڑتالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

576
شوال ۱۴۳۴ھ
اگست 2013

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یوبی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

ایڈورسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت 12-9-13

جلد نمبر 48
شمارہ نمبر 11
شوال ۱۴۳۴ھ
اگست ۲۰۱۳ء

مدیر	نگران	مدیر اعلیٰ
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

● نقش آغاز: مصر میں انسانیت موت کی دہلیز پر اور مسلم امہ کے حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی۔
شام میں نہتے سنی مسلمانوں پر سفاک بشار الاسد کے انسانیت سوز مظالم۔

وفیات: مولانا عبدالحلیم کوہستانی کا سانحہ ارتحال .... راشد الحق سمیع حقانی ۲

● عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۵

● مقصد تخلیق عالم اور حضرت انسان کی ذمہ داریاں .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰

● علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۲۷

● مصر میں فوجی مداخلت کے پس پردہ سازشیں .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۳۵

● اصول تخریج حدیث ونقد اسانید .... ڈاکٹر محمد سلیم قاسمی ۳۹

● مصر میں اسلامی جمہوری حکومت کا ظالمانہ قتل .... پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان ۴۷

● شام کی تازہ صورتحال .... مولانا سید عنایت اللہ ندوی ۵۲

● افکار و تاثرات ......(مولانا محمد ابوبکر۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی' مولانا محمد صادق الامین)...... ادارہ ۶۰

● دارالعلوم کے شب و روز .... ادارہ ۶۲

● تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250 'بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز
بسم اللہ الرحمن الرحیم
راشد الحق سمیع حقانی

مصر میں انسانیت موت کی دہلیز پر اور مسلم امہ کے حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی

مصر میں اخوان المسلمین کی قانونی جمہوری حکومت کا تختہ اُلٹنے کے بعد مصر کی جلاد صفت فوجی قیادت نے گزشتہ دنوں بے گناہ معصوم، نہتے پرامن مصری شہریوں پر جو مظالم ڈھائے وہ آج کی نام نہاد مہذب دنیا اور جمہوریت کے منہ پر ایسا طمانچہ ہے جس کی خوفناک گونج صبح قیامت تک سنائی دے گی۔ مصر کے فرعون ثانی غاصب جنرل عبدالفتاح السیسی کی افواج نے مظاہرین پر ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اچانک ہلّہ بول دیا جس میں تین ہزار کے لگ بھگ مرد وخواتین اور بچوں کو چنگیزی افواج کی پیروی میں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور درجنوں افراد سمیت چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو اسلام سے وابستگی کی بناء پر زندہ جلا دیا جن کے دھوؤں اور راکھ نے یقیناً عرش عظیم کی بلندیوں وعظمتوں پر اپنی مظلومیت کے نقش ثبت کر دیئے ہوں گے۔

صرف اور صرف اس جرم میں کہ وہ گزشتہ دو ڈھائی ماہ سے اسلام پسند صدر مرسی کی منتخب جمہوری حکومت کی بحالی کیلئے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پُرامن دھرنا دیئے ہوئے تھے۔ وما نقموا منھم الا ان یومنوا باالله العزیز الحمید۔ جمہوریت کی بحالی کا مطالبہ کرنے کی پاداش میں ان پر مظالم کے پہاڑ گرا دیئے گئے اور ظلم و ستم کے ایسے ایسے خوفناک مناظر کو پرنٹ میڈیا نے چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر سوشل میڈیا 'فیس بک' کے ذریعے دنیا کے سامنے آئے کہ جنہیں دیکھ کر اہل دل' اہل درد اور اہل نظر کے کلیجے پانی پانی ہوگئے۔ آخر کیوں اِن فرزندانِ اسلام وگشتگانِ جمہوریت پر ظلم وستم کے یہ سارے ''ہنر'' آزمائے گئے؟ خونخواری وخونریزی کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے گئے۔ کیا یہ بیچارے شہری اور مظلوم مصری عوام دہشت گرد' تخریب کار یا حکومت کو مطلوب خطرناک عناصر تھے؟ جو انہیں فوجی آپریشن کی بہیمیت کے ذریعے تہ وتیغ کیا گیا اور مسجد رابعہ العدویہ اور النھف اسکوائر کے ساتھ ساتھ قاہرہ کی شاہراؤں پر فرزندان نیل کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔ افسوس! صد افسوس کہ ہم ایسے بدقسمت اندھے' لولے لنگڑے عہد کے باسی ہیں جس میں صرف اور صرف مسلمانوں اور خصوصاً دین سے وابستہ حلقوں' جماعتوں' تنظیموں کیلئے قید وبند کی صعوبتیں ان پر مظالم کی یلغار اور موت کی فراوانی ہے۔ ہم دنیا بھر میں روزانہ مسلم بھائیوں کی خون کی ہولی کا منظر دیکھتے ہیں لیکن ماسوائے افسوس وحسرت کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ آخر اس بدقسمت غلام عہد کا مظلوم مسلمان کس سے جا کر فریاد کرے؟ اور کس دیوار اور سہارے پر اپنا سَر رکھے؟ نہ جمہوریت کے ''محمل'' میں انہیں سکوں کا ساماں میسر ہوتا ہے نہ نظام اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں کی یہ تمنا

کر سکتے ہیں؟ اور نہ اپنی مرضی کا قانونِ حکومت قائم کر سکتے ہیں نہ اسلامی تہذیب و تمدن کی ردا اوڑھ سکتے ہیں، ان کیلئے صرف اور صرف ننگی آمریت کی کڑکتی دھوپ ''مغربی مسیحا'' بار بار تجویز کرتے ہیں۔ اگر مسلمان جمہوریت اور انتخابات کا راستہ اپناتے ہیں تو دنیا ان کے حق میں کیئے گئے فیصلے کو بھی ماننے سے انکاری ہوتی ہے اور اگر جہاد اور اپنے دفاع کے حق کیلئے بھی علم بلند کرنا چاہیں تو بھی دہشت گرد اور قابل گردن زدنی قرار دیئے جاتے ہیں۔

بہرحال اخوان المسلمین نے اس تمام افسوسناک صورتحال کا مظاہرہ جس صبر و استقامت اور جرأت و استقلال سے کیا ہے، اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ انہوں نے آخر تک تشدد اور جوابی کاروائیوں سے خود کو دور اور بچائے رکھا ہے۔ البتہ خفیہ ایجنسیوں اور اسرائیل کے ایجنٹوں نے بارڈر کے اطراف میں از خود ایک دو کارروائیوں میں پولیس کے کچھ لوگوں کو قتل کیا ہے تاکہ اس کا الزام اخوان المسلمین کی تنظیم پر تھوپا جائے۔ اسی غیر مصدقہ کارروائیوں کے نتیجے میں اب مصر کے کٹھ پتلی وزیر اعظم اخوان المسلمین تنظیم پر دوبارہ پابندی عائد کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں لیکن اس قسم کی گھٹیا کارروائیوں سے نہ ماضی میں مصر اور عالم عرب میں اخوان کا راستہ روکا گیا ہے اور نہ مستقبل میں روکا جا سکتا ہے، کیونکہ اخوان کی ساری تاریخ خونچکاں داستانوں اور شہادت کے تمغوں سے مزین ہے۔ ع نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے کارواں چھوڑا

اس نازک صورتحال پر ساری دنیا اور خصوصاً عالمِ اسلام کی قیادت کی مجرمانہ خاموشی اور گونگا پن یہ ظاہر کر رہا ہے کہ عصر حاضر میں مسلمانوں کے کوئی انسانی و بشری حقوق نہیں۔ ایک مغرب زدہ این جی او والے کی بیٹی ملالہ پر تو پوری دنیا اور عالم اسلام کی نام نہاد قیادت نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا لیکن مصر و شام کی سینکڑوں معصوم اور فرشتہ صفت ''ملالاؤں'' پر نہ ان کی آنکھ نم ہوئی نہ ان کے ماتھوں پر حزن و پریشانی کی کوئی شکن نمودار ہوئی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مصری عوام کے خون سے نہ صرف فوجی جرنیلوں کے ہاتھ رنگین ہیں بلکہ ان کے ہمراہ امریکہ، فرانس، عالم عرب کی تمام قیادت کے ہاتھ بھی اس قتل عام میں برابر کے لہو رنگ ہیں۔ اگر جنرل سیسی کے سر پر ان قوتوں کی تائید و حمایت نہ ہوتی اور اربوں ڈالر کی امداد نہ ہوتی تو اتنے خطرناک قتل عام کا یہ بزدل کردار تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اِس عظیم انسانی المیہ کے وقوع پذیر ہونے میں روزِ محشر کفار حکمرانوں کے ہمراہ مسلم حکمران بھی ان شاء اللہ ان مظلوموں کے روبرو ہوں گے۔ مصر کی سرزمین جو تاریخ عالم کی ماں سمجھی جاتی ہے، اتنی بنجر اور بانجھ نہیں ہوئی کہ اِس میں دوبارہ معجزے پیدا نہ ہوں اور پرانی تاریخ کا اعادہ نہ ہو کیونکہ دریائے نیل کی طغیانی اور بحرِ احمر کی لہروں کی روانی میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ جس طرح ماضی میں فرعون مصر اور اس کی ظالم فوج اس میں غرق ہو گئی تھی ان شاء اللہ بتائید ایزدی جمال عبدالناصر، انور سادات اور حسنی مبارک کی طرح عہدِ جدید کے فرعون جنرل سیسی کا اختیار و اقتدار بھی ایک دن انہی پیشروں فراعنہ کی طرح وقت کے دریا میں غرق ہو جائے گا۔

ے آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

شام میں نہتے سنی مسلمانوں پر سفاک بشارالاسد کے انسانیت سوز مظالم

ابھی ہم مصری مسلمانوں پر بزدل جنرل سیسی کی چنگیزیت پر خون کے آنسو بہا رہے تھے کہ سرزمین محشر شام میں دو ڈھائی سال سے جاری قیامت خیز مظالم کے نتیجے میں دو لاکھ سے زائد سُنی مسلمانوں جس میں بچے بوڑھے مرد اور خواتین شامل ہیں کو شہید کردیا گیا ہے۔ نصیری فرقہ کے بشارالاسد کے مظالم نے ہلاکو اور چنگیز کی بربریت کو بھی مات دے دی۔ اب ایک انتہائی دل ہلا دینے والی دہشت خیز خبر نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں ہیجان پیدا کردی ہے کہ اس ظالم نے بالآخر ان نہتے اور معصوم شہریوں پر کیمیاوی اور جراثیمی میزائل استعمال کئے ہیں اور شہیدوں کی لاشیں جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں' منظر عام پر آئی ہیں۔ اس انسانیت سوز مظالم پر بھی دنیا خاموش ہے جبکہ خود عالم اسلام اسی چنگیزیت پر ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ آخر کب تک عالم اسلام بیچارے شامیوں کے قتل عام کا منظر بے غیرتی سے برداشت کرتا رہے گا۔ افسوس! صد افسوس مسلمانوں کی بے حمیتی و بزدلی پر اس صورتحال میں امریکہ اور مغرب ممالک اپنے عزائم کے مطابق حملہ کرسکتے ہیں اور یہاں پر بھی سُنی اور اسلام سے وابستگی رکھنے والی اپوزیشن کو مستقبل میں اقتدار سے دور کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ اور بشارالاسد دونوں کے عزائم سے دمشق کی آنے والی اسلامی حکومت کو بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل شام پر رحم فرمائے اور اس کا حامی و ناصر ہو۔ اور اس پر قابض چالیس سالہ ظلم و بربریت و کمیونزم کی سیاہ رات کا خاتمہ جلد ہو۔ امین۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم کوہستانیؒ کا سانحہ ارتحال

ارض پاک میں گزشتہ کئی برسوں سے بادِ فنا نے گلستان علم و عرفان کو بری طرح اُجاڑ دیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصے میں کئی جبال العلم ہم سے بچھڑ گئے، جس میں دارالعلوم حقانیہ کے متقدمین اساتذہ میں سے، ''دارالعلوم مدینۃ العلوم کوہستان'' کے مہتمم اور سابق ممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم کوہستانی قابل ذکر ہیں جو رمضان کے آخری عشرے کی اکیسویں کی رات میں دار فانی کے طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم معقولات اور منقولات کے علاوہ تفسیر و افتاء کے میدان کے شہسوار تھے۔ تقریباً سات سال دارالعلوم حقانیہ میں مدرس رہے۔ مولانا مفتی محمد یوسف بونیریؒ کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے مسند افتاء کو آپ نے بخوبی سنبھالا۔ آپکے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے اور تادمِ آخر تفسیر قرآن پڑھاتے رہے۔ مرحوم کے نامور تلامذہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب' حضرت مولانا انوارالحق صاحب' مولانا قاضی حمید اللہ صاحب سابق ممبر قومی اسمبلی' مولانا مفتی سیف اللہ حقانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ علمی جلالت کے باوجود عاجزی انکساری اور تواضع کے پیکر تھے' حسن سیرت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپکو حسن صورت سے بھی نوازا تھا۔ ادارہ جامعہ مدینۃ العلوم کے جملہ ارکان کے ساتھ تمام پسماندگان کیساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۹ء

قسط (۲۲)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............... (مرتب)

تحریک شیخ الہندؒ کے جانباز مجاہد کا زرین مقولہ جو شیخ الہند اور حضرت مدنی کے عقیدت مندوں کیلئے وظیفہ حیات:

۱۹۱۷ء میں رولٹ کمیٹی نے ایک تحریک کو ''ریشمی رومال تحریک'' کہا تھا۔ یہ وہی تحریک ہے جس کے بانی شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی تھے۔ اس تحریک کے نتیجے میں خود شیخ الہند موصوف' شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی' مولانا وحید احمد صاحب مدنی' مولانا حکیم نصرت حسین قدس اللہ اسرارہم اور مولانا عزیر گل صاحب مدہ العالی مالٹا میں چار سال تک اسیر رکھے گئے تھے۔ مفکر ملت مولانا عبیداللہ سندھی اور مجاہد جلیل مولانا محمد میاں منصور انصاریؒ جلاوطن ہوئے۔ جشن آزادی کے اس موقع پر انہی مولانا منصور انصاری کا مقولہ پیش کیا جارہا ہے جو مولانا

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موصوف کے خلف رشید مولانا حامد الانصاری غازی مدیر"جمہوریت بمبئی" کے ذریعے پہنچا ہے۔ مولانا حامد الانصاری غازی تحریر فرماتے ہیں آپ کے محبوب مجاہد جلیل حضرت مولانا محمد میاں منصور انصاری صاحب نے ایک بار فرمایا کہ ولی اللہی نصب العین، قاسمی مسلک اور شیخ الہند کے شاہراہ عمل کو ماننے والوں کیلئے آرام کہاں؟ ہمیں انسان بنایا گیا ہے قبرستان نہیں بنایا گیا۔ جو لوگ خود آرام کرنا چاہتے ہیں وہ دوسروں کو آرام نہیں پہنچا سکتے۔ اور جو لوگ دوسروں کے آرام کو زندگی کا نصب العین سمجھتے ہیں خود آرام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی مثال موجوں کی مانند ہے۔ موج حرکت میں ہے تو موج ہے حرکت نہ رہے تو سوچ کہاں؟ اتنا فرما کر جھوم جھوم کر رجز کیساتھ پڑھتے تھے

موجیم کہ آسودگیٔ ما عدم ما است ۔ ما زندہ از انیم کہ آرام نہ داریم

("الجمعیۃ آزادی نمبر ۱۵ اگست ۵۸ء)

O

امریکی صدر کا عرب سائنسدانوں کو خراج تحسین:

صدر امریکہ آئزن ہاور نے جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ عرب ممالک کی آزادی کا اسلئے بھی احترام کرتا ہے کہ دنیائے سائنس پر عربوں کے بہت احسانات ہیں۔ گزشتہ دور میں ہم نے عربوں سے جو کچھ لیا اسے ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ہم اس بات کو نہیں بھولے کہ مغربی ارتھ میٹک اور الجبرا عربوں ہی کی دین ہے۔ جس سے مغربی ممالک میں سائنس اور علمی اکتشافات کی بنیاد پڑی۔ یہ میڈیکل سائنس اور اسٹرانومی (فلکیات) عربوں ہی کی وساطت سے ہمیں ملی ہے۔ دوسری بات یہ کہ سرزمین عرب دنیا کے تین بڑے مذاہب کا گہوارہ ہے اس لئے اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اور اس کی آزادی ہم سب کو محبوب ہے۔ ("الجمعیۃ شذرات۔ ۱۶ اگست ۵۸)

O

سید احمد شہید کی تحریک نقش حیات پر معاندین کی ہنگامہ آرائی اور حضرت شیخ مدنیؒ کی توضیح:

حضرت شیخؒ کی خودنوشت "نقش حیات" سے پچھلے دنوں بہت سے حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ موصوف کی نظر میں بھی حضرت سید احمد شہیدؒ کی جدوجہد صرف ملک کی آزادی کے لئے اور اس کے بعد سیکولر اسٹیٹ کے قیام کے لئے تھی۔ مودودی صاحب نام نہاد جماعت اسلامی کے لیڈر نے اس خیال کو خوب بڑھ چڑھ کر پھیلایا۔ ان کے معتقدین نے اپنی افتاد و روایات کے مطابق حضرت شیخؒ کی ذات والا تبار کو خوب اچھالنے اور اکابرین وقت کے اس امام و پیشوا کے دامن عفت و عصمت پر گندگی پھینکنے کا بدترین شغل اختیار کر کے دارین کے ضیاع و خسران کا خوب سامان فراہم کیا۔ مودودی صاحب نے تعصب میں پوری غوغا آرائی کی مگر حقائق طشت از بام ہو گئے۔

اس طرح یہ سب "فقد آذنته بالحرب" کے وعید مہلک کے پورے نشانہ بنے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

دیوبند کے خاص سکول اور شیخ مدنی کے بارہ میں مودودی صاحب کے آراء:

اب مودودی صاحب کے ارشادات پڑھئے:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب اوران کی زیر قیادت دیوبند کے ایک خاص سکول کی سیاست کو میں برسوں سے دیکھتا چلا آرہا ہوں' میں نے اس کو ہمیشہ پوری ایمانداری کے ساتھ سمجھا اور کہا ہے۔ اس سیاست کی تائید میں اسلام اور اسلامی تاریخ کی جو عجیب تعبیریں یہ سکول کرتا آرہا ہے وہ میرے نزدیک نہایت غلط اور دین و اہل دین کے لئے سخت مضر ہیں۔ اور میری قطعی رائے خوب سوچی سمجھی رائے بالکل بے لاگ رائے یہ ہے کہ انگریزی دور کی آمد پر سرسید سکول جس مقام پر کھڑا ہوا تھا بدقسمتی سے ہندو دور کی آمد پر اس مقام پر دیوبند کا حسین احمد سکول آ کھڑا ہوا۔ بلکہ مزید افسوس ہے کہ اس سے بھی کچھ آگے بڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس رائے کی بنیاد محض ''نقش حیات'' کی چند عبارات نہیں ہیں بلکہ اس سکول کا وہ پورا کارنامہ ہے جو پچھلے پندرہ بیس سال کی مدت میں اس سے ظہور میں آیا۔ (ترجمان القرآن۔ ج ۵۰۔ عدد ۳۔ ص ۳۱۰)

''اگر مولانا (حضرت شیخ ؒ) کے سوا کسی اور شخص کے گمراہ کن خیالات سے پریشان ہو کر الخ''

''دنیا میں اور جو بھی دینی تصورات اور اصولوں کے خلاف کوئی کام کرے اس کی تو خبر لے ڈالوں مگر ہمارے حضرتوں میں سے کوئی یہ کام کرے تو اس پر دم نہ ماروں الخ۔''

''مگر دنیا بھر سے یہ مطالبہ آپ نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ بھی آپ کے بزرگوں کے سامنے شاگردانہ اور مریدانہ عجز و نیازمندی اختیار کرے الخ''

''تو یہ چیز (انتقال ہونے والے حضرات کے خیالات پر بحث نہ کرنا) مولانا حسین احمد مدنی کیلئے ہی خاص کیوں ہو؟ پھر تو کسی وفات یافتہ شخص کے کارنامے پر بھی بحث کرنا درست نہ ہوگا اور ہمیں تمام ہی پچھلے لوگوں کے غلط خیالات کو پھیلانے کی کھلی چھٹی دینی پڑے گی الخ''

''درحقیقت حضرت شیخ کی عبارات کو پورے طور پر ملحوظ رکھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نظریہ اس خبیث رائے کی بنیاد پر قائم کیا گیا' جس کی بنیاد صاحب رائے مودودی کی زبان میں وہ کارنامہ ہے جو پندرہ بیس برس سے ظہور میں آیا ہے۔ نیز یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت شیخ ؒ سے اس قسم کی توقع اور تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پھر بھی بحمد اللہ عزوجل موصوف (حضرت مدنی) کی ایک تحریر نے نقش حیات کی اُن عبارتوں کی بھی وضاحت کر دی جن سے یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ الفرقان ماہ شعبان ورمضان ۷۷ء سے یہ تحریر جو محمد فاروق صاحب مدرسہ دینیات کو ہنڈہ ضلع اعظم گڑھ کے جواب میں ہے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مکتوب حضرت مولانا مدنی ؒ: محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' مزاج شریف۔

والا نامہ مورخہ ۱۸ رشوال بمطابق ۱۹ مئی باعث سرفرازی ہوا تھا جس میں تین اعتراضات نقش حیات ج ثانی پر تھے میں بوجہ بیماری اور عدیم الفرصتی عریضہ لکھنے سے معذور رہا اور آج کی تاریخ آ گئی۔ امید وار معافی ہوں۔

(پہلا اعتراض) موجودہ سیکولر اسٹیٹ کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز کی تعریف پر دارالاسلام قرار دینا ہے۔ محترما میں نے کسی جگہ کتاب مذکور میں اس سیکولر اسٹیٹ کو دارالاسلام نہیں لکھا ہے نہ جمہور کے قول پر اور نہ حضرت شاہ صاحب کے قول پر، پھر میں نہیں سمجھتا کہ آپ کا یہ اعتراض کس طرح وارد ہوتا ہے۔ موجودہ حکومت کے (جن) شرمناک کارناموں کا آپ ذکر فرما رہے ہیں مجھ کو ان کا انکار نہیں پھر میں کس طرح اس کو دارالاسلام قرار دے سکتا ہوں؟ اور کس جگہ موجودہ سیکولر اسٹیٹ کی تائید کرنے کے الفاظ سے آپ نے اس کو سمجھا ہے تو وہ از قبیل اهون البلیتین ہے نہ بحیثیت دارالاسلام ہے" (یہاں شاہ صاحب کے فتویٰ کی کچھ تفصیل تھی اسے حذف کردیا گیا ہے۔۔الفرقان) دوسرے اور تیسرے اعتراض میں آپ کا یہ اعتراض کہ حضرت سید صاحبؒ کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ارادہ کرنے والا اور صرف انگریزوں کو نکالنے والا میں قرار دیتا ہوں بالکل خلاف واقعہ اور تصریحات سے روگردانی ہے بہرحال یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض کوئی عبارت ایسی ہے جس کی دلالت مطابقی یہی ہے دوسری توجیہ اس میں نہیں ہوسکتی تو وہ غلط ہے، میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

از دارالعلوم دیوبند (الفرقان شعبان رمضان ۷۷ھ ص ۳،۴)

الفرقان کے مدیر محترم اس مکتوب کے پیش لفظ میں رقم طراز ہیں "دارالعلوم دیوبند کے دارالحدیث میں ہم نے اپنے کانوں سے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کو (۴۸ء میں) یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ حضرت سید احمد شہید (بلکہ حضرت شیخ الہندؒ کی بھی) جدوجہد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ تھا"

جناب مولانا ظفیر الدین مفتاحی رکن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند نے جماعت مودودی کے اس اتہام و افتراء کو ذکر کرتے ہوئے الحرم میرٹھ کے حضرت مدنی نمبر ص ۴۷ پر لکھا ہے۔" خدا شاہد یہ محض غلط فہمی یا افتراء ہے۔" ترجمان القرآن" یا" زندگی" میں" نقش حیات" کی جتنی عبارتیں نقل کی گئی ہیں، ان میں سے ایک بھی حضرت اقدس کے قلم کی نہیں ہے۔ یہ سب رسالہ" برہان" کے ایک مقالہ نگار کی عبارت ہے جو ایک لمبے اقتباس کے سلسلہ میں" نقش حیات" میں نقل ہوگئی ہے۔ ص ۶ سے لے کر ص ۱۶ تک مسلسل گیارہ صفحات" برہان" سے لئے گئے ہیں" آگے عبارت کا ملخص یہ ہے کہ تحریک استخلاص وطن کی ابتداء۔ حضرت سید احمد سے ثابت کرنے کیلئے یہ اقتباس لیا گیا ہے چنانچہ اس باب کا عنوان ہی یہ ہے" تحریک استخلاص سے وطن کی ابتداء"۔ اغراض کی تمام نقل کردہ عبارتیں" برہان" اگست ۴۸ء میں موجود ہیں۔ یہ رسالہ برہان دہلی ہے' جو کاتب کی غلطی سے 'البرہان' لکھا گیا ہے۔ نقش حیات کے

مصنفؒ نے دارالاسلام کی بحث کو اپنے موضوع میں چھیڑی ہی نہیں ہے بلکہ ہندوستان کو دارالحرب ثابت کر کے آزادی کی تحریک کو بتایا ہے''ناظرین نقش حیات اس روشنی میں پڑھیں''۔ (الحرم میرٹھ حضرت مدنی نمبر ص ۴۷)

آزاد ہندوستان کے متعلق حضرتؒ کی رائے:

حضرت شیخ آزاد ہندوستان کے متعلق ایک سائل کو جو بے لاگ رائے تحریر فرماتے ہیں وہ مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۱۲ ج ثانی سے یہاں نقل کی جاتی ہے:

آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور دارالحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ تو حضور ہندوستان جب سے اقتدار اسلام ختم ہوا، جب ہی سے دارالحرب ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے اپنے زمانہ ۱۸۰۳ء میں دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیتے رہے۔ فتاویٰ عزیزیہ دیکھئے اور ہمارے اکابر اس وقت سے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیتے رہے اور آج بھی وہی حال ہے جمعہ دارالحرب میں یقیناً ہوتا ہے اور فرض ہے۔ جیسا کہ آپ انگریزی زمانہ میں پڑھتے رہے اور شامی شرح درمختار میں خلیفہ وقت سلطان عبدالحمید مرحوم آف ٹرکی کا حکم ان اہلیان بلاد کے متعلق ذکر کیا گیا ہے جو کہ پہلے دیار اسلام تھے اور پھر ان کو کفار نے غلبہ کرلیا ہے کہ ان بلاد کے مسلمان جمع ہوکر جمعہ پڑھا کریں۔ انتہٰی بلفظہٖ۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ کے نظریے کو سمجھنے کے لئے مکتوبات جلد دوم ص ۶۹ سے ۸۱ تک بغور پڑھنا چاہیے۔ ص ۷۵ پر حضرت شیخ رقمطراز ہیں: ''ہندوستان دارالحرب ہے اور یہ اس وقت تک دارالحرب باقی رہے گا جب تک اس میں کفر کو غلبہ حاصل رہے گا' دارالحرب کی جس قدر تعریفات کی گئیں ہیں اور جو شرود بیان کی گئی ہیں وہ سب اسی میں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی' حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی' اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قدس اللہ اسرارھم نے اپنے فتاویٰ میں اس موضوع پر بحثیں فرمائی ہیں۔ ان پر کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔'' (مزید تفصیلات کیلئے جامع الرموز ج ۴' کتاب الجہاد۔ شامی ج ۳' ص ۳۳۵۔ ۳۳۶ اور فتاویٰ عالمگیریہ ج ۲' باب استیلاء الکفار)

شیخ لاہوری سے دورہ تفسیر کے سلسلہ میں قیام لاہور کی کچھ یادداشتیں:

۱۸/اپریل: حضرت مولانا لاہوریؒ نے آغاز درس تفسیر سے قبل حضرت والد ماجد کی صحت کیلئے دعا کروائی۔

۱۹/اپریل: الحمدللہ آج والد صاحب کی صحت و عافیت کی اطلاع مل گئی ہے

☆ مولانا حامد میاں صاحب سے مکتوبات شیخ الاسلامؒ (مدنی) جلد ۳ مطالعہ کے لئے عاریۃً منگوایا رات گئے تک زیادہ تر مطالعہ کیا۔

☆ عصر کے بعد علم تجوید کا ایک معیاری مدرسہ تجوید القرآن جو قاری فضل کریم صاحب کی نگرانی میں چل رہا ہے دیکھنے گیا شام کی نماز واپسی پر جامع مسجد نیلا گنبد میں پڑھی۔

منطق اور قرآن فہمی مولانا شیر علی شاہ سے مباحثہ حضرت لاہوری کا آ کر ہمارے درمیان محاکمہ

۲۰ راپریل: دوپہر کے کھانے پر مولوی شیر علی شاہ سے سے بحث ومباحثہ رہا موضوع سخن منطق تھا برادرم موصوف منطق کو قرآن فہمی کے لیے موقوف الیہ قرار دے رہے تھے جب کہ میرا کہنا تھا کہ یہ بالکل غیر ضروری ہے اس دوران (شوشرابہ سن کر) حضرت مولانا (لاہوری) کمرے میں تشریف لائے ہمارے کھانے وغیرہ کا پوچھا میں نے ان سے محاکمہ کرنے کا کہا جس پر انہوں نے فرمایا۔" قرآن فہمی کے لئے فطرت سلیم ہی کافی ہے ہاں مخالفین یا مستشرقین پر منوانے کے لئے یہ علوم کارآمد ہیں۔"

☆ ظہر کے بعد مکتوبات شیخ کا مطالعہ جاری رہا۔

مولانا ہزاروی سے ملاقات:

☆ ۵ بجے دفتر ترجمان اسلام میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور ماسٹر تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ کافی دیر تک مجلس رہی۔ مولانا ہزاروی نے "مقام رسالت" کتاب عنایت فرمائی جس میں مولانا امین احسن اصلاحی نے مودودی کا بھانڈا خوب پھوڑا ہے۔ فشھد شاھد من اھلھا

مفتی محمد یوسف کی دارالعلوم سے جدائی:

گھر سے خط موصول ہوا جس میں مولانا مفتی محمد یوسف مدظلہ کی دارالعلوم سے سبکدوشی کا علم ہوا۔ ایک مشفق ومخلص استاد ہونے کی حیثیت سے اس خبر سے شدید غم وافسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا سعد الدین کا خط بھی منسلکہ ملا ان کے ساتھ بھی تعلقات اس فیصلہ کی وجہ سے ایک نازک موڑ پر آ گئے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

مولانا لال حسین اختر کے لیکچر:

۲۱ راپریل: آج سے مولانا لال حسین اختر نے ظہر کے بعد طلباء کو فرق باطلہ کی تردید پر لیکچرز کا سلسلہ شروع کر دیا جو عصر تک جاری رہا۔ آج کے درس میں ختم نبوت کے دلائل اور اس پر مرزائیوں کے اعتراضات اور جوابات زیر بحث آئے یہ سلسلہ دس، بارہ دن انشاء اللہ جاری رہے گا۔

☆ خدام الدین نے افادات شیخ الاسلام کا دوسرا قسط شائع کیا۔

☆ قاری محمد امین صاحب اور برادرم سعید الرحمٰن صاحب کے خطوط موصول ہوئے جس میں مفتی محمد یوسف صاحب کی علیحدگی کا لکھا ہے۔

☆ برادرم شیر علی شاہ کو والد صاحب کے خط کے مطابق حضرت مولانا (لاہوری) نے (شعبان اور رمضان میں پڑھنے کے بعد ان کو دارالعلوم حقانیہ میں واپس اپنی تدریسی فرائض انجام دینے کے لئے بلوایا گیا) جانے کی اجازت دے دی ہے۔ (مولانا اختتام درس ذی الحجہ تک مقیم رہے مولانا شیر علی شاہ شوال میں چلے گئے)

☆ ''مقام رسالت'' میں اصلاحی مضمون بعنوان ''دین میں حکمت عملی'' مطالعہ کیا۔

نعیم صدیقی سے ملاقات:

۲۲راپریل: جناب نعیم صدیقی (معروف ادیب اور مصنف محسن انسانیت ﷺ) صاحب سے مختصر ملاقات ہوئی۔

صوفی عبدالحمید سواتی وغیرہ کی آمد:

☆ مولوی عبدالعظیم صاحب، مولانا عبدالقیوم، اور صوفی عبدالحمید سواتی صاحب مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ تشریف لائے رات کو یہیں قیام رہا عشاء کے بعد ان حضرات کی معیت میں حضرت مولانا (لاہوری) کی صحبت رہی۔ اس مجلس میں مسئلہ ''حیات الانبیاء'' اور راولپنڈی والوں کا مسلک دیر تک زیر بحث رہا۔

برادرم مولانا سعد الدین کا خط بسلسلہ جدائی مفتی صاحب موصول ہوا۔

☆ احقر نے کئی خطوط کے جوابات ارسال کیے۔

۲۳راپریل: ☆ جناب شوکت علی صاحب مالک یو پی سوڈا واٹر فیکٹری (ونگولا) سے مولوی شیر علی شاہ کے ہمراہ ملاقات کی جنہوں نے بڑی خلوص اور محبت کا اظہار کیا موصوف حضرت قاری محمد طیب صاحب کے ساتھ اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے۔

مولانا شیر علی شاہ کی رخصتی:

☆ برادرم شیر علی شاہ بوجہ فرائضِ تدریس واپس روانہ ہوئے۔ حضرت لاہوری نے بخوشی دعوات کے ساتھ رخصت کیا بندہ و دیگر رفقاء نے رات کو سٹیشن پر الوداع کہی۔

مولانا لاہوری کی مجلس ذکر اور خطاب جمعہ:

☆ حضرت مولانا لاہوری کی مجلس ذکر میں شرکت کی۔ ناظم صاحب (مولانا سلطان محمود) کا خط ملا جس میں انہوں نے اطلاع دی کہ مفتی صاحب کا تقرر جامعہ اسلامیہ میں کیا گیا ہے۔

۲۴راپریل: طبیعت ناساز رہی۔ مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نماز جمعہ سے قبل روح پرور خطاب فرمایا۔ نماز ان کی اقتداء میں پڑھی۔

مفتی یوسف کی علیحدگی پر خوشی:

بعد میں ان کے کمرے میں احقر نے جا کر مفتی یوسف صاحب کی دارالعلوم حقانیہ سے علیحدگی کی اطلاع حسب حکم ناظم دارالعلوم (ان کو) دی آپ بڑے مسرور ہوئے اور فرمایا کہ ''میری طرف سے حضرت مولانا (والد صاحب) کو مبارک باد لکھیں اور کہیے کہ آپ نے حضرت مدنی کی روح کو خوش کر دیا۔ میرا سلام بھی عرض کر دیں۔

☆ ظہر کے بعد بارانِ رحمت کا نزول ہوا جس سے موسم میں خنکی پیدا ہوئی۔

☆ برادرم حبیب اللہ صاحب فاضل حقانیہ آف تنگی (چارسدہ) کی شادی خانہ آبادی کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ جو ۲۷ اپریل کو منعقد ہو رہی ہے۔

۲۵ / اپریل: طبیعت کل سے ناساز ہونے کی وجہ سے آج مولانا لال حسین اختر کے لیکچر میں شریک نہیں ہو سکا۔

۲۶ / اپریل: برادرم شیر علی شاہ کا خط ملا۔ جس سے مندرجہ ذیل معلومات ملیں۔ بدھ کے دن سے دارالعلوم کے اسباق کا افتتاح ہو گا۔ بعض نئے اساتذہ کا تقرر بھی کیا گیا ہے۔

والد ماجد کا سفر ٹنڈو اللہ یار:

والد ماجد جمعرات کو خیبر میل سے ٹنڈو الہ یار کی سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے یہاں لاہور سے ساڑھے آٹھ بجے رات کو گزریں گے۔ اس اجتماع کا نظم مولانا احتشام الحق تھانوی نے کیا ہے جس میں صدر ایوب خصوصی طور پر شریک ہوں گے۔

☆ قاری امین صاحب اور برادرم محمود الحق کا خط عثمانیہ ہاسٹل اسلامیہ کالج پشاور سے موصول ہوئے۔

۲۷ / اپریل: مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات ہوئی مفتی صاحب کی علیحدگی پر گفتگو رہی آپ نے مجھے دوبارہ ملنے کا کہا۔

۲۸ / اپریل: ☆ برادرم سید اصغر شاہ باچا اکوڑوی (فرزند حضرت پیر مہربان علی شاہ) کے ہمراہ عصر کے بعد شالا مار باغ کی سیر کے لیے جانا ہوا۔

مولانا اسحاق بھٹی کی آمد ملاقات:

☆ مولانا اسحاق مدیر الاعتصام تشریف لائے۔ گھنٹہ بھر تک ان سے گفتگو رہی۔

☆ شام کے بعد حکیم جمال الدین نوشہروی اپنے احباب کے ہمراہ آئے کافی دیر تک رکے رہے۔

☆ الجمعیۃ سے معلوم ہوا کہ صاحبزادہ اسعد مدنی مدظلہ سفر حجاز پر روانہ ہو گئے ہیں۔

☆ دفتر ترجمان اسلام گیا جہاں مولانا ہزاروی نہ مل سکے۔

مولانا لاہوری کا درس "خیر کثیر":

۲۹ / اپریل: مولانا لاہوری مدظلہ نے آج درس میں حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب "خیر کثیر" پر روشنی ڈالی اور حروف تہجی کے بارے میں اس کتاب کا ایک فصل طلبہ کو سنایا۔

لاہور سٹیشن پر حضرت والد ماجد کا استقبال:

۳۰ / اپریل: والد ماجد صاحب سے لاہور سٹیشن میں ٹنڈو الہ یار جاتے ہوئے ملاقات ہوئی دارالعلوم کے کئی فضلاء، جیسے عزیز الرحمٰن صاحب وغیرہ اور مولانا اسحاق بھٹی بھی موجود تھے۔ والد کے ہمراہ میں مولانا عبدالعظیم

بھی خدمت کے لئے تھے۔

مولانا ہزاروی کے ساتھ طویل نشست:

☆ عشاء کے بعد رات کو جناب عزیز حیدری صاحب کے ہمراہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے ساتھ دفتر ترجمان میں طویل نشست رہی۔ہزاروی صاحب نے ترجمان کا پرچہ دیا جس میں ''دارالعلوم حقانیہ کی تطہیر'' کے عنوان سے مفتی صاحب کی علیحدگی پر والد ماجد کو مبارک باد دی گئی۔

جامعہ اشرفیہ میں مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کی زیارت:

ا رمئی: صبح جامعہ اشرفیہ کی نوتعمیر عمارت واقع فیروز پور روڈ جانا ہوا برادرم عبدالرحمٰن اشرفی بڑے پرتپاک سے ملے ان کے دولت خانے میں دیر تک بیٹھے رہے۔پھر انہوں نے جامعہ کے جدید تعمیرات کا معائنہ کروایا۔

☆ نماز جمعہ سے قبل عزیز کے ساتھ اچھرہ میں قیام رہا نماز جمعہ نیلا گنبد میں پڑھی پھر انارکلی کے مجسٹک ہوٹل میں برادرم شیر علی شاہ اور انوار الحق کے خطوط کے جوابات لکھے عصر کے بعد مولانا نورالحق دامانی کی معیت میں لارنس گارڈن (باغ جناح) کی سیر کی۔

۲رمئی: رات گئے تک ڈاکٹر اسماعیل اور حسین ابراہیم کی رفاقت میں رہا۔

۳رمئی: آج مولانا لاہوری کے درس کا بوجہ شرکت اجلاس قاسم العلوم ملتان ناغہ رہا۔

☆ خان محمد اسلم خان ڈائریکٹر انویسٹ منٹ ۱۴۶ اسمبلی ہال سے دارالعلوم حقانیہ کے رجسٹریشن کاغذات کے بارے میں ملنے کیلئے اسمبلی ہال جانا ہوا۔اتوار کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

مولانا لال حسین اختر کو حقانیہ میں لیکچر دینے کی دعوت:

۴رمئی: مولانا لال حسین اختر کو دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری کی دعوت دی۔تاکہ وہاں کے طلباء کو بھی فیضیاب کیا جاسکے۔انہوں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ نکالنے کی کوشش کروں گا۔

☆ برادرم مولانا سعد الدین، مولوی محمد صدیق پشاوری یونیورسٹی بک ایجنسی کو خطوط لکھے۔

☆ اتوار کے ناغے کی وجہ سے مولانا نے بعد از مغرب بھی درس دیا۔

۵رمئی: مدیر ماہنامہ پیام مشرق لاہور سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔جنہوں نے ''انسانی فضیلت کا راز'' کتاب کا اشتہار اپنے رسالے میں دینے کا وعدہ کیا۔

☆ ''پاکستان'' لائل پور نے انسانی فضیلت کا راز پہلا قسط شائع کیا۔

☆ الفرقان کا نیا پرچہ مولانا لاہوری سے لیا۔

باچا صاحب اضاخیل کی آمد اور مولانا حنیف ندوی کی رفاقت:

۷رمئی: اضاخیل باچا صاحب مولانا رحیم اللہ تشریف لائے۔

☆ شام کے بعد انارکلی میں اٹیچی کیس اور چپل خریدے جناب مولانا حنیف ندوی کی رفاقت بھی رہی۔

۸رمئی: عزیز صاحب کی رفاقت میں واہگہ بارڈر گئے تین گھنٹے تک وہاں رہنے کے بعد ۳ بجے واپسی ہوئی نماز آسٹریلین بلڈنگ میں پڑھی۔

عجائب خانہ کی سیر۔داتا گنج بخش کے لئے فاتحہ خوانی:

۹رمئی: جناب اضاخیل باچا صاحب کے ہمراہ لاہور کا عجائب خانہ دیکھنے گیا راستے میں داتا گنج بخش کے مزار پر فاتحہ بھی پڑھی۔عجائبات،قبوں اور آثار قدیمہ کا معائنہ عجائب گھر میں ہوا۔

☆ مولانا لال حسین احمد کے لیکچر میں آج ردمودودیت زیر بحث رہی۔

☆ افکار ادب اسلامی مسلم مسجد کو آٹھ عدد "انسانی فضیلت کا راز" کی کتابیں دیں۔

۱۰رمئی: اضاخیل باچا صاحب کے ساتھ ایک دعوت چائے میں شرکت کی۔بعد از عصر مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات ہوئی مغرب کے بعد باچا صاحب رخصت ہوئے۔

۱۱رمئی: آج درس میں مکمل سورۃ یوسف پڑھا گیا۔

☆ انسانی فضیلت چار عدد کتابیں دفتر خدام الدین کو دیں۔

مولانا عبدالستار نیازی کی تقریر،شورش کشمیری سے ملاقات:

☆ رات کو ایک جلسہ میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی تقریر سنی قاری عبدالرحمٰن ریڈیو آزاد کشمیر و دیگر قراء نے قرآن خوانی کی۔رات کا قیام مغل پورہ میں رہا۔

۱۳رمئی: جناب شورش کشمیری سے بھاٹی گیٹ میں ملاقات کی،وہاں بازار میں علامہ شبلی کا مجموعہ نظم (اردو) خریدا

☆ برادرم اسحاق اور مولانا رحیم اللہ باچا کے خطوط موصول ہوئے۔

ترجمہ شیخ الہند میں مقدمہ از قاری طیب:

قرآن مجید مترجم شیخ الہند و شاہ عبدالقادر مطبوعہ ادارہ علوم شرعیہ میں مقدمہ بعنوان قرآن و حدیث مرتبہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مطالعہ کیا۔

سفر گوجرانوالہ:

۱۴رمئی: عشاء کے بعد مجلس ذکر میں شرکت کر کے گجرانوالہ بذریعہ پسنجر ٹرین روانگی ہوئی رات بارہ بجے گوجرانوالہ پہنچے بارش ہو رہی تھی۔یہاں قیام عزیز صاحب کے ماموں مولانا موسیٰ خان اور انکے بھائیو کے ہاں رہا

مدارس کا دورہ علماء کی زیارت:

۱۵؍مئی: گوجرانوالہ قیام کے دوران مدرسہ نصرت العلوم، اشرف المدارس، انوار العلوم اور دیگر مدارس کا اجمالی معائنہ کیا مدرسہ نصرت العلوم میں صوفی عبدالحمید سواتی اور مولانا عبدالقیوم صاحب کے ہاں ڈیڑھ گھنٹے تک قیام رہا انہوں نے شدید اصرار پر لاہور سے واپسی میں گوجرانوالہ آنے کا وعدہ لیا۔ پھر عزیز صاحب اور میں ان کے گوجرانوالہ کے رفقاء منیر صاحب وغیرہ کے ساتھ گوجرانوالہ کی سیر کی یہاں نئی آبادی بہت پسند آئی نماز جمعہ مولانا عبدالواحد صاحب کے پیچھے پڑھی۔ظہر کے بعد مولانا عبدالواحد صاحب کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ تک مجلس رہی اس کے بعد مولانا اسماعیل صاحب ناظم اہل حدیث مغربی پاکستان اور قاضی شمس الدین آزاد سوپ فیکٹری سے بھی ملاقات ہوئی۔

۱۶؍مئی: جناب محبوب الٰہی صاحب شام کے بعد آئے صبح میں نے انہیں چائے پر مدعو کیا ہے۔

۱۷؍مئی: بعض احباب کے اصرار پر وائی ایم سی ہال مال روڈ پر مولانا مودودی کے درس قرآن و حدیث میں شرکت کی۔آج موسم کافی خوشگوار رہا بارش مسلسل ہوتی رہی۔

۱۹؍مئی: نماز حضرت مولانا کی اقتداء میں پڑھی جس کے بعد حکیم جمال الدین اور برادرم عبدالرحمٰن نوشہروی وغیرہ سے ملاقات رہی۔

مفتی محمود کی آمد' مولانا لاہوری کے ساتھ نشست:

۲۰؍مئی: جناب مفتی محمود صاحب اور مولانا خدابخش صاحب کی آج ملتان سے آمد ہوئی۔ پورا دن اُن کی خاطر مدارت میں صَرف ہوا۔عصر کے بعد ان کے ساتھ اور حضرت مولانا کے ساتھ نشست ہوئی۔مغرب کے بعد اُن کی واپسی ہوئی۔

☆ عزیزالرحمٰن کے ساتھ راحت ہوٹل لاہور میں ملاقات کی۔ جناب نورحبیب اور عبداللطیف صاحب کراچی سے آئے تھے' وہ دونوں دوپہر تک یہاں رہے اور پھر رات منصورہ میں قیام رہا۔

۲۱؍مئی: علامہ مشرقی کی کوٹھی پر بغرض ملاقات گیا لیکن افسوس کہ بوجہ علالت ملاقات نہ ہوسکی۔ اُن کے بڑے لڑکے ارشد کے واسطے سے بات چیت ہوئی۔ ہمارے عزیز حیدری صاحب کا یہاں اچھرہ میں علامہ کے پڑوس میں قیام رہتا ہے اس مناسبت سے علامہ مشرقی سے ملنے گئے تھے۔

حضرت لاہوری کے حکم پر اس کے خطبات جمعہ کی تیاری میں شرکت کی سعادت:

۲۲؍مئی: صبح آٹھ بجے حضرت شیخ (لاہوری مدظلہ) نے کتب خانہ قاسم العلوم میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ حاضر ہوا تو حضرت کرسی پر تشریف فرما تھے۔حضرت کتب خانہ کے منشی سے کتابیں نکلواتے اور مجھے بعض مقامات کی

نشاندہی کر کے تحریر کرنے کا حکم دیتے۔ آپ مسئلہ قربانی پر ایک مضمون مرتب کر رہے تھے۔ مجھ سے جن کتابوں کی مراجعت کروائی ان میں صحیح البخاری اور تفسیر بحر المحیط لابی حیان شامل ہے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک حضرت کے خصوصی توجہ و محبت اور فیض سے سرشار ہوتا رہا۔ والحمد للہ علی ذالک

اس طرح ایک نسبت سے مجھے بھی حضرت کے خطبات میں تھوڑا بہت ہی سہی لیکن شریک ترتیب تو ہو گیا۔

☆ مغرب کے بعد سیر کیلئے اسٹیشن جانا ہوا۔ مولانا نذیر اللہ صاحب گلگتی فاضل حقانیہ سے پانچ سال کے طویل وقفے کے بعد ملاقات ہوئی۔

مولانا لاہوری سے حیات و ممات کے مسئلہ پر گفتگو' مسلک ممات والوں سے بیزاری:

☆ اونچی مسجد متصل بمسجد پٹولیاں چوک لوہاری منڈی کے کچھ احباب مولانا مدظلہ کے ساتھ ملاقات کے لئے آئے' جنہوں نے درس قرآن میں زیر عنوان آیت انك میت وانهم میتون پر گفتگو کی۔ مولانا کی طبیعت پر ناگواری کے آثار نمایاں تھے۔ بالآخر مولانا نے پنڈی کے مولانا غلام اللہ خان کے مسلک سے بیزاری ولاتعلقی اور اظہار نفرت فرمایا۔

حضرت لاہوری سے یکسوئی تنہائی میں بیعت اور اسباق کی تلقین:

۲۷ مئی: نماز عشاء سے قبل حضرت مدظلہ سے احقر نے بیعت کی درخواست کی جس پر آپ نے والد ماجد کی اجازت اور مرضی کی تحقیق کرنے کے بعد پذیرائی بخشی اور نماز عشاء کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے خصوصی کمرے میں یکسوئی اور تنہائی میں مجھے بیعت کروایا۔ لطیفہ قلبی کی تعلیم و تلقین کی اور پھر خلوص شفقت سے لبریز جامع دعا فرمائی۔ مجھے کم از کم ایک ہزار مرتبہ اللہ ہو کہنے کا حکم فرمایا۔ اشیائے خوردنی میں شدید احتیاط برتنے پر زور دیا۔

اللهم وفقنالما تحب وترضىٰ۔ اللهم انا نسئلك حبك والاستقامة على الدين۔

مقبرہ جہانگیر کی سیر:

۲۹ مئی: عزیز صاحب کے ساتھ دفتر منہاج گیا' جہاں بعض رسائل البعث الاسلامی' الحرم' ترجمان القرآن' فتح بریلی مطالعے کے لئے لیں۔ پھر مولانا اسحاق بھٹی اور دیگر علماء کے ساتھ گیارہ بجے تک راحت افشاں ہوٹل میں نشست رہی۔ پھر شاہدرہ مقبرہ جہانگیر گیا۔ اس اولوالعزم بادشاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور وہاں کے مناظر اور حسرت افروز تاریخی امارت کی سیر کی۔ یہ مقبرہ سلاطین ہند کا ایک عبرت انگیز اور آخری نشان ہے۔ دو بجے واپسی ہوئی۔ مسجد نور بھاٹی میں جمعہ پڑھی۔

مولانا ادریس کاندھلوی اور مولانا رسول خان کے درس میں شرکت کی سعادت:

۳۰ مئی: صبح ۸ بجے جامعہ اشرفیہ میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے درس حدیث میں شرکت کی۔ جس میں مسئلہ

ایمان وکفر، تکفیر اہل قبلہ وغیرہ بخاری شریف میں زیر بحث تھے۔ اختتام درس کے بعد مولانا کاندھلوی سے ملاقات بھی کی۔ نیز مولانا رسول خان ہزاروی سے بھی مختصر ملاقات رہی۔ پھر ان کے درس میں بھی کچھ دیر کے لئے شرکت ہوئی۔ نیلا گنبد مسجد میں مولانا خیراللہ صاحب، صدر مدرس مدرسہ رحیمیہ سے ان کی خواہش پر ملاقات بھی کی۔ نو بجے درسِ تفسیر میں شرکت کے لئے واپس ہوا۔ آج ظہر کے بعد بھی درسِ تفسیر ہوا۔ امتحانات کے لئے حضرت لاہوری نے جمعرات کا دن مقرر کیا۔

امتحان کی تیاری خطیب شاہی مسجد۔ مفتی عزیز الحق سے ملاقات:

۳۱رمئی: آج بھی ظہر کے بعد درس ہوا، درس کے بعد خلاصہ جات اور ماخذ کی یاداشت کے سلسلے میں شام تک منٹو پارک کے ایک گوشے میں نشست رہی۔ شام کی نماز شاہی مسجد میں پڑھی ۔ اوروہاں ڈیڑھ گھنٹے تک مفتی عزیز الحق امام شاہی مسجد کیساتھ انکے گھر میں ٹھہرا۔ مولانا کا تعلق ہمارے گاؤں اکوڑہ خٹک مصری بانڈہ سے ہے۔

☆ مولانا شیر علی شاہ کا خط موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے منگل کو امتحانات میں شرکت کے لئے پہنچنے کا لکھا ہے۔ میں نے بھی آج ان کو بذریعہ خط اطلاع بھیجی تھی۔

درس تفسیر اختتام پذیر:

یکم جون: درس کلام مجید بخیر و عافیت بفضل ایزدتعالیٰ اختتام پذیر ہوا۔ مولانا نے دعائیہ کلمات کیساتھ طلبا کو ہدایات دیں۔ والحمدللہ تعالیٰ اولاً وآخراً۔

☆ عصر کے بعد رحمان پورہ اچھرہ میں مولانا امین احسن اصلاحی سے ان کے مکان میں ملا۔ وہ بڑے تپاک سے پیش آئے۔ دارالعلوم کے متعلق انہوں نے کہا کہ مجھے کافی عرصے سے دیکھنے کا شوق ہے کیونکہ یہ دیوبند کا پاکستان میں قائم مقام ہے۔ شام تک ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ موضوع بحث مطالعہ قرآن اوراس کے لئے تفاسیر، مولانا فراہی، مدارس دینیہ کے نظام ونصاب رہے۔ اس دوران چائے سے قدر افزائی فرمائی۔

مولانا اصلاحی کی حضرت مدنی کو خراج عقیدت:

حضرت مدنی کے کیریکٹر پر انہوں نے دیر تک روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ میں اختلاف رائے کے باوجود حضرت مدنی سے عقیدت رکھتا ہوں۔ حضرت مدنی کی نظیر، بلند اعمال واخلاق اور اخلاص کے اعتبار سے میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ پھر اُن کے ساتھ سفر وحضر کے رفاقت کے بعض واقعات سنائے۔ انہوں نے اپنے پرچے ''میثاق'' کی ۷۔۸ کاپیاں بھی عنایت فرمائیں۔ اور اخلاص ومحبت کے ماحول میں یہ گفتگو بہت پر لطف رہی۔

مولانا شیر علی شاہ کی امتحانات میں شرکت کیلئے آمد:

۲رجون: آج مولانا شیر علی شاہ کو اسٹیشن لینے گیا جو کہ امتحانات میں شرکت کے لئے لاہور آئے۔ اسٹیشن پر بوگیوں میں وہ نہ مل سکے۔ مگر اسٹیشن سے باہر آنے پر وہ مل گئے۔ پھر ہم نے کچھ استراحت کی۔ ازاں بعد لارنس گارڈن امتحان کی تیاری کے لئے گئے۔ زکام اور تھکن کی وجہ سے آج کا دن سخت تکلیف میں گذرا۔ عصر کی نماز کے بعد واپسی ہوئی۔ راستے میں سخت گرد وغبار کے طوفان سے واسطہ پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے سارا جسم اور بال وغیرہ گرد آلود ہو گئے۔

۳رجون: برادرم شیر علی شاہ امتحانی تیاری اور مطالعہ کے لئے شاہدرہ گئے۔ میں علالت کی وجہ سے نہ جاسکا۔ یہیں پر لیٹ کر مطالعہ اور تیاری کی۔ اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیابی سے نوازے۔ امین۔

مولانا خیر اللہ نیلا گنبد کی آمد:

☆ مولانا خیر اللہ صدر مدرس' مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد یہاں آئے اور مختلف امور پر گفتگو کی۔ وہ حقانیہ میں تدریس کے خواہش مند بھی ہیں۔

مولانا لاہوری کی میری تحریر کردہ آمالی درس پر اظہار مسرت اور کلمات شفقت سے حوصلہ افزائی:

☆ آج عشاء کے بعد حضرت مولانا (لاہوری) کو اُن کے تفسیری نکات اور تقریر جو احقر نے دوران درس قلمبند کی ہے وہ دکھائی۔ دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چہرہ پر بھی سرور کے آثار نمایاں تھے۔ اور فرمایا کہ تم سے قبل اس اہم کام کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی تھی جس طرح آپ نے دی۔ آپ کے والد مولانا (عبدالحق) صاحب نے اپنی ضروریات سے فارغ کر کے تمہیں یہاں بھیج کر مجھ پر اور تم پر (یعنی دونوں پر) احسان فرمایا۔ پھر دنیا وآخرت کی کامیابیوں اور خصوصاً علمی ترقی کے لئے دعائیں دیں۔

امتحانات سے فراغت:

۴رجون: صبح دس بجے امتحان سے فارغ ہوئے۔ الحمدللہ انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ایک علمی کام تکمیل پذیر ہو گیا۔ امتحانات میں کامیابی کی امید کیساتھ رب ذوالجلال کے بہت زیادہ شکر گزار ہیں۔ رات کو مغلپورہ جانا ہوا۔

۵رجون: گھڑی اور دیگر اشیاء کی خریداری کے لئے انار کلی جانا ہوا۔

سفر لاہور میں مولانا لاہوری کا آخری خطبہ جمعہ' جدائی کا بے پناہ غم:

☆ آج ہم نے اپنے اس سفر لاہور کے دوران آخری خطبہ جمعہ حضرت مولانا سے سنا۔ انتہائی غم وافسوس کے جذبات کے ساتھ بدن پر کپکپی اور رونگٹے کھڑے ہونے کی کیفیت رہی۔

۱۶رجون: برادرم شیر علی شاہ صاحب کو واپس اکوڑہ خٹک جانے کے لئے رخصت کردیا۔ اور پھر اچھرہ جانا ہوا۔

جلسہ تقسیم اسناد احقر کا خصوصی تعارف اور کامیابی پر مبارکباد:

☆ عصر کے بعد مجلس تقسیم اسناد منعقد ہوئی۔ احقر کو سند دیتے وقت مولانا نے خصوصی تعارف فرمایا۔ اور حاصل کردہ نمبرات ۱۰۰ پر مبارکباد دی۔ آج کی رات حضرت مولانا کے جوار میں آخری ہے۔ کل واپسی کا ارادہ ہے۔ ہجر اور فراق کا تصور کر کے انتہائی دکھ ہو رہا ہے۔

عروس البلاد کی جدائی:

۱۷رجون: عروس البلاد لاہور سے آج واپسی ہو رہی ہے۔ ۹ بجے اسٹیشن پر سندھ ایکسپریس کے ذریعے رفقاء واحباب (عزیز حیدری و برادرم محمد شریف وغیرہ) نے انتہائی غم کے جذبات میں اکوڑہ کے لئے رخصت کیا۔

پیر مانکی شریف کی ملاقات' اکوڑہ خٹک کی واپسی:

رخصتی سے قبل اسٹیشن پر شیخ امین الحسنات (پیر مانکی شریف) سے گھنٹہ بھر تک ملاقات رہی۔ اپنے عزیز گاؤں اکوڑہ خٹک کو مغرب کی نماز سے پہلے پہنچا۔ جہانگیرہ میں برادرم اظہار الحق' برادرم مولانا شیر علی شاہ اور عابد شاہ وغیرہ نے استقبال کیا۔ اکوڑہ خٹک کے سٹیشن پر تو احباب اور اعزہ واقارب کی بہت زیادہ بھیڑ رہی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ گھر کو بخیر وعافیت پہنچا' والدین اور تمام گھر والوں اور جدہ محترمہ کے زیارات سے محظوظ ہوا۔ والحمدللہ حمداً کثیراً مبارکا۔

۱۲رجون: مولانا سعد الدین کے ہمراہ ان کی زرعی زمینوں کی سیر کرنے گئے۔ نماز جمعہ موضع مانیری صوابی میں حافظ عبیداللہ صاحب کی دعوت پر پڑھائی۔ پھر رات کو چار باغ کے مضافاتی گاؤں میانگانوں (کلے) جانا ہوا۔ حکیم عبدالرحیم' حافظ ثناء اللہ اور حاجی صاحب کے ساتھ رات وہیں گزاری۔

۱۷رجون: آج عید الاضحیٰ کا دن تھا۔ احباء اور اقارب کے ساتھ ملاقاتیں خوب رہیں۔

سفر زیارت کا کا صاحب' مولانا بنوری کی صحبت' قرآن فہمی اور عربی مطالعہ کیلئے نصائح:

۱۸رجون: برادرم سید عبداللہ کاکا خیل کی دعوت پر زیارت کاکا صاحب جانا ہوا۔ جہاں حضرت شیخ مولانا یوسف بنوری کی صحبت اور زیارت کی۔ ان کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو ہوئی۔ عربیت پر عبور کیسے حاصل ہو؟ نئے فارغ التحصیل طلباء کا مشغلہ کیا ہو؟ مولانا بنوری نے مجھے عربی مطالعہ کی خصوصی نصیحت فرمائی اور اس کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھنے کو کہا (۱) ادب الکاتب لابن قتیبہ (۲) بیان التبیین للجاحظ۔ (۳) نہایت الادب (٤) صبح الاعشی حقیقت اور فہم قرآن کے لئے فرمایا کہ تفسیر کشاف' تفسیر ابی سعود' تفسیر مدارک (بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

مقصدِ تخلیق عالم اور حضرت انسان کی ذمہ داریاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (الذاریات۔۵۶)

''اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔''

وقال النبی ﷺ فی بعض خطبہ فی ضمن حدیث طویل فان الدنیا خلقت لکم وانتم خلقتم للاخرۃ الحدیث اخرجہ البیہقی فی الشعب۔

''نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کارخانہ عالم کو تمہارے لئے پیدا کیا گیا اور تم کو آخرت (قیامت میں جواب دہی) کیلئے پیدا کیا گیا''

فرش وچھت: معزز حضرات! اللہ پاک نے اس پوری کائنات کو انسان کیلئے ایک گھر بنایا ہے جو خود اس گھر اور بلڈنگ کا اصل وارث و مالک ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناء (البقرہ۔۲۲)

''اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کو فرش کی طرح بنایا اور آسمان کو چھت کی طرح'' (سورۃ الانبیاء)

دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے ''وجعلنا السماء سقفا محفوظاً (الانبیاء۳۲) یعنی ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا زمین کے بارے میں ذکر الٰہی ہے والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون (الذاریات۔۴۸) ''اور زمین کو ہم نے فرش اور بچھونا بنایا''

قمقمے اور روشنی. اب اس مکان میں روشنی کی ضرورت تھی جسکا بندوبست رب العالمین نے کرتے ہوئے فرمایا ''ولقد زینا السمآ الدنیا بمصابیح''۔ روشنی کیلئے لاتعداد ستاروں کے قمقمے لگائے دن کو روشنی کا پورا انتظام فرمایا ''وجعلنا الشمس ضیاء '' یعنی ہم نے سورج کو روشنی دینے والا بنایا رات کو دن کی طرح تیز روشنی کی ضرورت نہ تھی بلکہ دھیمی روشنی سے بھی کام چل سکتا ہے اگر زیادہ تیز روشنی دن کی طرح ہوتی تو لوگ کماحقہ آرام نہ کر سکتے ان کے سکون سے سونے اور آرام میں مخل نہ ہونے والی دھیمی روشنی کا بندوبست فرمایا اسکے لئے مالک الملک نے فرمایا ''والقمر نوراً'' اور چاند کو نور بنایا جو سورج کی شعاعیں جذب کر کے روشنی حاصل کرتا ہے۔ علماء

نے لکھا ہے کہ چاند اپنی ذات کے اعتبار سے منور نہیں جس طرح سورج ہے بلکہ چاند سورج کی روشنی اپنے اندر جذب کر کے تمام اہل زمین کو روشنی دیتا ہے یہ اس عالم یعنی بلڈنگ کے لئے مالک الملک کی طرف سے روشنی کا بندوبست تھا۔

پانی و ہوا: پھر اس کائنات کیلئے صفائی ستھرائی کیلئے ہوائیں پیدا فرمائیں اور اس طرح وافر مقدار میں پانی پیدا فرمایا جس کے طرف اشارہ اس طرز سے فرمایا" وعندنا خزائنه و ما ننزله الا بقدر معلوم"۔ترجمہ:اور ہمارے پاس پانی کے بے شمار خزانے ہیں لیکن ہم صرف اس مقدار میں پانی اتارتے ہیں جتنی مقدار ہمیں معلوم ہے یعنی ایک اندازے کے مطابق۔

مکین و مکان: محترم دوستو۔ جب یہ گھر (یعنی دنیا) تیارا ہوا اسمیں چار قسم کے مخلوق کو بسایا۔ (۱) فرشتے (۲) جنات (۳) انسان (۴) تمام جانور۔انسان کے ساتھ یہ تینوں مخلوقات اس گھر میں رہتے ہیں اور اس رہائش کے باقاعدہ حقدار ہیں ان میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے حقوق ہیں جنکی رعایت ہم پر فرض ہے۔

ملائکہ کی قیام گاہ: فرشتے چونکہ پاک مخلوق ہیں جو رب العالمین نے نور سے پیدا فرمائے ہیں اور پاک جگہوں میں قیام پذیر ہیں مثلاً مساجد میں کثرت سے ملائکہ موجود رہتے ہیں مساجد انکے گھر ہیں اسلئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملائكة تتاذى مما يتاذى منه الانس (بخاری و مسلم)

"جو بندہ اس بد بودار پودا یعنی لہسن یا کچا پیاز کھائے تو وہ مسجد میں نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے نفرت ہوتی ہے جس سے انسانوں کو نفرت ہوتی ہے۔"

انسان کی حفاظت کرنے والے فرشتے: اسکے علاوہ ہر انسان کے ساتھ تقریباً ساٹھ فرشتے باڈی گارڈ کے ہوتے ہیں جنکی مختلف ڈیوٹیاں ہیں مثلاً دائیں بائیں کندھوں والے فرشتے ہر بالغ عاقل انسان کی بھلائیاں اور برائیاں لکھتے رہتے ہیں یہ دونوں فرشتے موت تک ساتھ ہوتے ہیں اور انسان کی وفات کا سب سے پہلے علم ان دونوں فرشتوں کو ہوتا ہے کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ اب انسان کی عمر ختم ہونے والی ہے اسکا دانہ پانی ختم ہو چکا ہے۔بہر حال ان دونوں فرشتوں کے حوالے اعمال و افعال کی نگرانی کرنا ہے۔سورة ق میں ارشاد ہے۔

اذ يتلقى المتلقيان عن اليمين وعن الشمال قعيد۔ ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد۔ (ق۔۱۷۔۱۸)

ترجمہ: جب دائیں اور بائیں جانب بیٹھے دو لینے والے فرشتے لیتے رہتے ہیں کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس ہی ایک انتظار کرنے والا تیار ہوتا ہے۔

خلاصہ دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ ہر انسان کے اعمال کی نگرانی دو فرشتے کرتے رہتے ہیں ایک دائیں جانب ایک بائیں جانب جہاں کوئی بات منہ سے نکالی اور اس کے لینے اور لکھنے کو ایک منتظر فرشتہ تیار بیٹھا ہے اور

اس تاک میں لگا ہوا ہے کہ یہ منہ سے کہے اور میں لکھوں۔ پہلی آیت میں صرف لینے اور اخذ کرنے کا ذکر تھا اور دوسری آیات میں انکی تیاری اور انتظار ہے مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے اپنے کام سے غافل نہیں بلکہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے ہیں تاکہ کوئی لفظ رہ نہ جائے۔

حفاظت آنکھ کے لئے چودہ فرشتے: مختلف حادثات سے بچانے کیلئے الگ ملائکہ ہیں صرف آنکھ پر سات فرشتے مقرر ہیں دونوں آنکھوں پر چودہ فرشتے نگرانی کرتے ہیں تاکہ آنکھ کی حفاظت کی جائے الا یہ کہ تقدیر میں جو لکھا ہوتا ہے کہ اسوقت یہ تمام متعینہ فرشتے انسان سے جدا ہو جاتے ہیں ورنہ دن رات بدن انسانی کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں سورۃ رعد میں ارشاد باری ہے۔له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله (الرعد۔۱۱)

''وہ بحکم خدا اسکی حفاظت کرتے ہیں ہر شخص کی (حفاظت) کیلئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جنکی تبدیلی ہوتی رہتی ہے کچھ اسکے آگے کچھ اس کے پیچھے''

شیاطین سے حفاظت: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ تعالی کی جانب سے مقرر کردہ فرشتے انسان کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی چھوڑ دیں تو جنات وشیاطین اسے پکڑ کر دریاؤں میں پھینک دیں گے۔ یہ بھی اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے ورنہ ایک ایسا دشمن جو بہت طاقتور بھی ہے اور ایسی صورت وشکل میں بھی ہے کہ اسکا دیکھنا بھی ناممکن ہے کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ اس سے بچاؤ نہایت مشکل تھا خالق دو عالم جل جلالہ نے خفیہ نگرانی کرنے والے طاقتور ترین مخلوق (یعنی فرشتے) انسان کی حفاظت ونگرانی پر مامور کر دیئے۔ جنہوں نے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے سرکش اور باغی جنات کو قید کر کے مختلف جزیروں اور دریاؤں میں پھینک دیئے نوع انسانی کے ساتھ تعلق میں تو فرشتوں کا یہی حال ہے۔

فرشتوں کی دیگر ذمہ داریاں:

اسکے علاوہ فرشتوں کی الگ الگ ڈیوٹیاں ہوتی ہیں بعض فرشتے عرش عظیم اٹھائے ہوتے ہیں۔ یہی ان کی عبادت ہے یہ آٹھ فرشتے ہیں بعض فرشتے بیت المعمور کے طواف کرنے میں معروف رہتے ہیں کتابوں میں لکھا ہے وہ گھر جو اسکے شان سے مناسب ہو چوتھے آسمان میں عین کعبہ کے سیدھ میں اللہ کا ایک گھر ہے جسے بیت المعمور کہتے ہیں اور فرشتوں کا کعبہ ہے۔ اگر بالفرض وہاں سے پتھر وغیرہ گر جائے تو سیدھا خانہ کعبہ پر لگے گا اس گھر کا روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور پھر ایک بار طواف کرنے کے بعد بھی ان کو دوبارہ طواف کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس سے اندازہ کریں کہ فرشتوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔

محترم حاضرین! بعض فرشتوں کی تعیناتی جانداروں کو رزق دینے پر ہوتی ہے جن کا سربراہ میکائیلؑ ہے ان کے حکم پر بارشیں، ہوائیں اور رزق کی تقسیم ہوتی ہے اس کے ساتھ بے شمار معاونین ہوتے ہیں ان فرشتوں کی عبادت کا یہ حال ہے کہ جب سے پیدا کیئے گئے ہیں کوئی رکوع میں ہے یہ رکوع میں رہنے کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ جو سجدے، قیام اور قومہ میں ہیں ان کی یہی حالت قیامت تک ہوگی۔

اطاعت الٰہی اور ملائکہ: انکی اطاعت کے بارہ میں قرآن کریم میں مختلف مواقع پر تذکرہ ملتا ہے ارشاد ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۞ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (سورۃ انبیاء۔۱۹۔۲۰)

"اور اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہیں سب اسی کی ہیں اور ان میں سے جو اللہ کے بہت مقبول اور مقرب ہیں وہ اسکی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں بلکہ شب و روز اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔"

سورۃ الصافات میں بھی ان کی شان بیان کی گئی۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۞ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۞ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۞ (الصفات۔۱۶۴۔۱۶۵)

"اور ہم میں سے ہر ایک کا معین درجہ ہے اور خدا کی حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں ایک جگہ یہ بھی ارشاد باری ہے:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم۔۶)

یہ فرشتے ذرہ برابر اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو انکو حکم دیتا ہے جو کچھ حکم دیا جاتا ہے فوراً بجالاتے ہیں

فرشتوں کو اذیت: خلاصہ یہ کہ فرشتوں کے حقوق اور یہیں سے ان کا مقصد تخلیق بھی واضح ہوا حقوق کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ جس چیز سے فطرت سلیم رکھنے والے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی ہوتی ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

"وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم اذا کذب العبد تباعد عنه الملك میلاً من نتن ماجاء به"

"جب کوئی جھوٹ بولے تو فرشتے اسکے منہ کی بدبو سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں"

جھوٹ بولنا چونکہ گناہ ہے اس لئے اس کی خفیہ اور پوشیدہ نحوست فرشتے محسوس کرتے ہوئے انسان سے دور چلے جاتے ہیں اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہم جھوٹ بول کر فرشتوں کو بلاوجہ تکلیف اور اذیت دیتے ہیں اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

جنات کی مقصدِ تخلیق: محترم سامعین! دوسری بڑی مخلوق جنات ہیں جو اس کائنات میں ہمارے ساتھ رہتے ہیں اسکی مقصد تخلیق بھی مالک الملک نے خود بیان فرمائی "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔

"جن وانس پیدا نہیں کئے مگر صرف اپنی عبادت کیلئے"

بعض نیک خو جنات انسانوں کے ساتھ ان کے گھروں میں رہتے ہیں اور انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچاتے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں یہاں تک کے باقاعدہ علم بھی حاصل کرتے ہیں جن کے بعض واقعات کئی دفعہ آپ کو سنا چکا ہوں۔ اسلام جنات کے حقوق کے خیال رکھنے پر اتنا زور دیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا پیشاب و پاخانہ یعنی استنجاء کرنے میں گوبر، لید، اور ہڈی استعمال نہ کیا کرو یہ تمہارے بھائیوں جنات کی خوراک ہے یہ کیسے ان کی خوراک ہے یہ علمی مسئلہ ہے طلباء یہاں تشریف فرما ہیں ان سے تفصیل حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام اور حقوق خلق: اسلام ایک ایسا پاکیزہ اور معتبر مذہب ہے جس نے انسانوں، جنات حتیٰ کہ جانوروں کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔

اسلام اور جانوروں کے حقوق: احادیث میں آنحضرت ﷺ نے جانوروں پر شفقت کرنے کی بار بار امت کو تلقین فرمائی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ عن ابو هريرة عن النبي ﷺ قال لاتتخذوا ظهور دوابكم منابر۔

"اپنے چوپالوں کو منبر بنا کر ان پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر باتیں نہ کرو آخر وہ بھی ذی روح حیوان ہیں تھکتے ہیں"

اسی طرح سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ممکن ہے کہ یہ سوارخ کسی جاندار کا بسیرا ہو اور اسے تکلیف نہ پہنچے۔ ایک اور روایت ہے۔

وعن شداد عن اوس عن رسول الله ﷺ انه قال ان الله تبارك و تعالىٰ كتب الاحسان على كل شئى فاذا قتلتم فاحسنوا القتلةً واذا ذبحتم فاحسنو الذبح وليحد احد كم شفر ته وليرح ذبيحتهٗ (مسلم)

حضرت شداد بن اوس حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ نے ہر چیز پر احسان لکھ دیا (یعنی ہر چیز خواہ وہ جانور کیوں نہ ہو کے ساتھ بہتر سلوک کا فرمایا ہے) پس جب حیوان ذبح کرو تو ذبح بھی اچھی طریقے سے کرو اور قتل کرو تو بھی بہتر طریقہ سے) ذبح حیوان کے وقت تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کر لیا کرو اور (ذبح کے بعد) اپنے ذبیحہ کو سکون پہنچاؤ۔

جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو: آنحضور ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔ اتقو الله فى هذه البهائم المعجمه فاركبوها صالحة واتركوها صالحة (ابو داود) "ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پر اچھی طرح سواری کرو اور اچھی طریقہ پر چھوڑ دیا کرو"

ان چند احادیث سے معلوم ہوا انسان کی شفقت و محبت صرف انسان سے نہیں بلکہ حیوانات جو غیر معجم ہیں وہ اس سے

زیادہ ہمارے شفقت اور ترحم کے لائق ہیں۔

جانوروں کے فوائد اور استعمال:

اب یہ حیوانات انسانوں کے فائدہ کے لئے اللہ کے حکم پر کیا کیا مشقتیں اور ادائیں بدو بہ استعمال کر رہے ہیں ان کی ایک جھلک سنئے گویا حقوق کا تعلق صرف ایک جانب سے نہیں ہوتا بلکہ یہ سلسلہ جانبین سے ہے۔ اللہ جل جلالہ نے جانوروں کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ○ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ (سورۃ نحل آیت 9-8)

''اور اس نے چوپایوں کو پیدا کیا ان چوپایوں میں تمہارے لئے گرمی حاصل کرنے کا سامان ہے اور دیگر بھی بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور علاوہ ان منافع کے ان میں تمہاری رونق و آبرو بھی ہے جب شام اور صبح تم ان کو چراہ گاہ سے لاتے اور لیجاتے ہو اور وہ چوپایے تمہارے بوجھ بھی ان شہروں تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جن شہروں تک تم خود بھی اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی شفقت والا نہایت مہربان ہے اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تا کہ ہم ان پر سوار ہو کر اور تمہارے لئے زینت کا موجب بھی ہو اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جنکو تم نہیں جانتے۔ جانور انسانوں کا جو حق ادا کر رہے ہیں'' اسکے بارہ میں ایک اور فرمان الٰہی ہے:

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ○

''اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے جانور پیدا کئے تا کہ تم ان میں سے بعض سے سواری لو اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ ان کو کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت فوائد ہیں اور یہ جانور اسلئے بھی پیدا کئے کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی اس ضرورت کو پہنچ جاؤ۔ جو تمہارے دلوں میں ہے اور تم ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر چڑھتے چڑھتے پھرتے ہو۔''

الغرض متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی پیدائش کا مقصد واضح بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی پیدائش بھی اللہ کے پیدا کئے ہوئے اس عالم یعنی بلڈنگ اہم کردار ادا کرنے کیلئے ہے

اصل مہمان:

معزز حاضرین! چوتھی اور آخری مخلوق جسکے لئے رب العزت نے جیسے کہ خطبہ کے ابتداء حدیث میں ذکر ہے کہ اصلی مہمان گویا حضرت انسان تھا۔ بلکہ یوں کہیئے کہ تمام کائنات اسکی خادم اور یہ سب کا مخدوم تھا۔

انسان کی پیدائش کا مقصد:

اور اس کا مقصد پیدائش اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اسکی اطاعت فرمانبرداری خوشنودی اور رضا حاصل کرنا انسان کا مقصد تخلیق ہے۔ وعظ کے ابتداء میں آپ نے آیت مبارکہ سن لی کہ اشرف المخلوقات کی آمد کا غرض غایہ اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسکی رضا حاصل کرنا مقصود و مطلوب ہے۔ اس مقصد کو بیان کرنے کیلئے اللہ نے اس دنیا میں قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے۔ تمام انبیاء کرام کی دعوت کا خلاصہ ایک نقطہ پر جمع کرنے کی تلقین تھی کہ رب کی پہچان اور اطاعت حق کیجائے۔

رب کو پہچاننے کا ذریعہ:

صوفیائے کرام کا فرمانا ہے کہ سب سے پہلے بندے کو چاہیے کہ اپنے آپ کو پہچانے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کس نے پیدا کیا؟ میرا پالنے والا کون ہے؟ اسی کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام قرآنی الفاظ میں اس طرح کیا" وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (الشعراء ۷۹-۸۰) یعنی اللہ وحدہ لاشریک ہی وہ ذات ہے جو مجھے کھلاتا، پلاتا اور شفا دیتا ہے اپنے خالق و مالک کو سب سے زیادہ انبیاء کرام نے پہچانا۔ اسکے باوجود روز قیامت فرمائیں گے (ربنا)" ما عرفناك حق معرفتك " اے اللہ جس طرح معرفت چاہیے تھی اسی طرح ہم نے حق معرفت ادا نہیں کی۔ کروڑوں سے بھی زیادہ فرشتے صبح و شام یعنی تمام عمر عبادت میں مصروف ہونے کے باوجود اظہار عجز کر رہے ہیں۔ کہ ربنا ما عبدناك حق عبادتك یعنی اے اللہ جسطرح عبادت کا حق ہے اسے وہ ہم ادا نہ کر سکے۔

پیغمبر اسلام کی عبادت:

ہمارے سب کے مقتدیٰ اور رہبر محمد مصطفی ﷺ ساری ساری رات عبادت کرتے کہ پاؤں میں ورم آجاتا جبکہ ان کو زندگی میں جنت کی خوشخبری مل چکی تھی۔ حضرت عائشہؓ کے اس سوال پر کہ آپ کو تو جنت کا پروانہ دنیا میں مل چکا ہے۔ پھر اپنے آپ کو مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں۔ قربان جایئے رحمت دو عالم ﷺ سے کہ جواب فرمایا (افلااکون عبداًشکورا) کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال سے انسان کی پیدائش کا غرض اور کائنات کے رہنے والے چاروں قسم کے مخلوق کے حقوق جس انداز سے بیان کر دیتے ہیں یہ اس امت محمدی ﷺ کا طرۂ امتیاز ہے۔

رب العزت ہم سب کو اپنے اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی توفیق نصیب فرما دیں۔ آمین

مولانا نورمحمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

(قسط ۸)

مقالہ نگار مولانا نورمحمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔ امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { (مولانا) سمیع الحق }

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ربّ الأرض والسّمآء ، ذی الفضل والطّول والنّعماء ، رفیع الدّرجات فی الصّفات والأسمآء ، ورافع مراتب العلمآء والأولیآء ، والصّلوٰة والسّلام علٰی سیّد الأنبیآء ، وعلٰی آلہٖ وأصحابہٖ نُجُومِ الاِهتدآء ، وعلٰی أتباعهم بِحسن الاِقتدآء ، فی الملّةِ الحنیفیّة السّمحآء.

امّابعد ! بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں اُصولِ حدیث (جسے علوم الحدیث، مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث بھی کہتے ہیں) میں علماء احناف کی تین سو پچاس (۳۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔
اَب اِس علم میں علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۳۵۱. " الرّدُّ علٰی سِیَرِالأوزاعی " تالیف أوّل مَن دُعِیَ بِقاضی القضاۃ فی الاسلام الامام أبی یوسف یعقوب بن ابراهیم بن حبیب بن خُنیس بن سعد بن حبتة البَجَلی الأنصاری ، أجلّ أصحاب الامام أبی حنیفة رحمهماالله ، المولود فی الکوفة سنة ۱۱۳ ھ ، المتوفّٰی بِبغداد یوم الخمیس أوّل وقت الظهر فی الخامس من ربیع الأوّل وقیل ربیع الثّانی سنة ۱۸۲ ھ

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان' وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

(یہ کتاب مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ ، حیدرآباد دکن اور مصر سے شائع ہوئی ہے اور اس پر علامہ ابوالوفاء افغانی نے تحقیقات اور تعلیقات فرمائی ہیں)

۳۵۲. " الوحدانيات فى أسانيد الامام الأعظم أبى حنيفة " تاليف الشّيخ الفقيه أبى بكرعبد الرّحمٰن بن محمّد بن أحمد السّرخسى الحنفى ، المتوفّى فى الثّالث والعشرين من رمضان سنة ۴۳۹ھ

(بعینہٖ مذکورہ بالا کتاب کے نام پر ایک شافعی عالم نے بھی کتاب لکھی ہے: " الوحدانيات فى أسانيد الامام الأعظم أبى حنيفة " تاليف الشّيخ أبى معشرعبدالكريم بن عبدالصّمد بن محمّد بن علىّ بن محمّد القطان الطّبرى المقرى الشّافعى ، المتوفّى بِمكّة سنة ۴۷۸ھ)

۳۵۳. " تعدادالشّيوخ " (خمس مائةٍ وخمسون شيخًا من شيوخ الحديث للمؤلّف) تاليف الشّيخ الامام المحدّث الفقيه نجم الدّين أبى حفص عمربن محمّد بن أحمد بن اسمٰعيل بن محمّد بن علىّ بن لقمان النّسفى الحنفى ، المعروف بِمفتى الثّقلين ، المولود بِنَسَف سنة ۴۶۱ھ ، المتوفّى بِسمرقند ليلة الخميس الثّانى عشرمن جمادى الأولٰى سنة ۵۳۷ھ

۳۵۴. " الوحدانيات فى أسانيدالامام الأعظم أبى حنيفة " جَمَعَها الشّيخ الامام أبوالمؤيّد محمّد بن محمود بن محمّد بن حسن الخوارزمى الحنفى ، المولود بِخوارزم فى الثّانى عشرمن ذى الحجة سنة ۵۹۳ھ ، المتوفّى بِبغداد فى ذى القعدة سنة ۶۵۵ھ وقيل سنة ۶۶۵ھ

۳۵۵. " مختصرالفوائد الملتقطة من المدخل الٰى كتاب السُّنَن لِلبيهقى " تاليف الامام الحافظ قاضى القضاة علاء الدّين أبى الحسن علىّ بن عثمان بن ابراهيم بن مصطفى بن سليمان المارديني المصرى ، الحنفى ، المعروف بِابن التُركمانى ، المولود سنة ۶۸۳ھ ، المتوفّى يوم عاشوراء سنة ۷۵۰ھ

۳۵۶. " الدّرّالمنظوم من كلام المصطفى المعصوم " تاليف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّين أبى عبدالله مُغُلْطَاى بن قِلِيج بن عبدالله البَكْجَرِى المصرى الحنفى ، المولود سنة ۶۸۹ھ ، المتوفّى فى شعبان سنة ۷۶۲ھ

(یہ کتاب علامۃ الشیخ محمد عوامۃ الحلبی کی تحقیقات کے ساتھ طبع ہو چکی ہے)

۳۵۷. " انتخابُ " كتابِ مَنْ وافقتْ كُنْيَتُه اسمَ أبيه ممّالايُؤْمَنُ وقوعُ الخطأ فيه " للخطيب البغدادى" تاليف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّين أبى عبدالله مُغُلْطَاى بن قِلِيج بن عبدالله البَكْجَرِى المصرى الحنفى ، المولود سنة ۶۸۹ھ ، المتوفّى فى شعبان سنة ۷۶۲ھ

(یہ کتاب جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، مرکز المخطوطات والتراث، کویت سے ۱۴۰۸ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

۳۵۸. " نصب الرّاية لِأحاديث الهداية " تاليف الشّيخ الامام المحدّث الأصولى جمال الدّين عبدالله بن يوسف بن محمّد الزّيْلَعى الحنفى ، المتوفّى ۷٦۲ھ

۳۵۹. " حاشيةٌ علٰى شرح نخبة الفكر لِكمال الدّين الشُّمُنّى" تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۰. "رجال مسند أبى حنيفة لِابن المقرى " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۱. "رجال الآثار لِلامام محمّد بن الحسن الشّيبانى " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۲. "رجال الموطأ بِرواية الامام محمّد بن الحسن الشّيبانى ." تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة۸۷۹ھ

۳٦۳. " تقويم اللّسان فى الضّعفاء " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۴. " جمعُ أسئلة الحاكم لِلدّارقُطنى " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۵. " شرح غريب أحاديث شرح الأقطع على القدورى " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦٦. " زوائدرجال مسند الشّافعى " تاليف الامام المحدّث الحافظ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالى المصرى الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ۸۰۲ھ ، المتوفّى ليلة

الخميس الرّابع من ربيع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۳٦۷. " التّقرير والتّحبير شرح التّحرير لابن الهمام " (مبحث السُنّة منه) تاليف الشّيخ العلّامة المحقّق القاضى شمس الدّين محمّد بن محمّد بن محمّد بن حسن الشّهير بابن أمير الحاج الحَلَبى الحنفى ، المتوفّٰى سنة ۸۷۹ھ

۳٦۸. " الشّذرة فى الأحاديث المشتهرة " (فى مجلّدين) تاليف الشّيخ العلّامة مسندالشّام فى عصره شمس الدّين أبى عبدالله محمّد بن محمّد بن على بن طولون الدّمشقى الصّالحى الحنفى ، المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰى سنة ۹۵۳ھ

(یہ کتاب "دارالکتب العلمیۃ" بیروت سے ۱۴۱۳ھ میں دوجلدوں میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۳٦۹. " مفاكهة الاخوان فى تراجم الأعيان " تاليف الشّيخ العلّامة مسندالشّام فى عصره شمس الدّين أبى عبدالله محمّد بن محمّد بن على بن طولون الدّمشقى الصّالحى الحنفى المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰى سنة ۹۵۳ھ

۳۷۰. " تيسيرُ " التّحرير لابن الهمام " (مبحث السُنّة منه) تاليف الشّيخ المحقّق الفقيه الأصولى السيّد الشّريف محمّد أمين بن محمود ، الشّهيربأميربادشاه البخارى ، الحنفى ، نزيل مكّة المكرّمة ، المتوفّٰى حوالى سنة ۹۸۷ھ

۳۷۱. " النّاسخ والمنسوخ فى الحديث " تاليف الامام العلّامة نورالدّين أبى الحسن علىّ بن سلطان محمّد الهروى ثمّ المكّى ، الحنفى ، الشّهيربلقب العلّامة مُلّاعلىّ القارى ، المتوفّٰى سنة ۱۰۱۴ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

۳۷۲. " شرح مشكلات الموطأ " تاليف الامام العلّامة نورالدّين أبى الحسن علىّ بن سلطان محمّد الهروى ثمّ المكّى ، الحنفى ، الشّهيربلقب العلّامة مُلّاعلىّ القارى ، المتوفّٰى سنة ۱۰۱۴ھ

۳۷۳. " شرح شرح نخبة الفكر " تاليف الشّيخ عمادالدّين محمّد عارف المعروف بعبدالنّبى ، العثمانى الشطارى الحنفى ، كان حيًا الى سنة ۱۰۲۰ھ

۳۷۴. " مختصرُ " تهذيبِ الكمال " تاليف الشّيخ داوٗد بن محمّد القارصى الرّومى الحنفى لنزيل مصر، كان حيًا سنة ۱۱٦۹ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

۳۷۵. " القول السّديد فى اتصال الأسانيد " (ثَبَتٌ) تاليف الشّيخ المحدّث شهاب الدّين أبى

النّجاح أحمد بن عليّ بن عمربن صالح بن أحمد بن سليمان بن ادريس بن اسمٰعيل بن يوسف بن ابراهيم الطّرابلسيّ الأصل ، المَنِينِيّ المولد ، الدّمشقيّ المنشأ ، الحنفي ، المولود بِمَنِيْن مِن قُرى دمشق في الثّاني عشرمن المحرّم سنة ١٠٨٩ ھ ، المتوفّٰى بِدمشق في التّاسع عشرمن جمادی الثّانية سنة ١١٧٢ ھ

٣٧٦. " السِّمط المُكَلّل بِالجوهرالثّمين من الأربعين المُسَلْسَلة بِالمحمّدين " تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبي الفيض السيّد محمّد مرتضى الحَسَني الزّبيدى اليَمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥ ھ ، المتوفّٰى بِمصرسنة ١٢٠٥ ھ

٣٧٧. " قَلَنْسُوَة التّاج " (بيان الأسانيد العالية) تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبي الفيض السيّد محمّد مرتضى الحَسَني الزّبيدى اليَمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥ ھ ، المتوفّٰى بِمصرسنة ١٢٠٥ ھ

٣٧٨. " المعجم الصّغير " (فى الحديث) تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبي الفيض السيّد محمّد مرتضى الحَسَني الزّبيدى اليَمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥ ھ ، المتوفّٰى بِمصرسنة ١٢٠٥ ھ

٣٧٩. " رسالةٌ فى تقسيم الحديث " تاليف الشّيخ العلّامة بحرالعلوم مولاناعبدالعليّ بن نظام الدّين بن قطب الدّين بن عبدالحليم الأنصارى السّهالوى اللّكنوى الحنفى ، المتوفّٰى بِمَدراس فى الثنى عشرة من رجب سنة ١٢٢٥ ھ

٣٨٠. " الاِسعاد بِالاِسناد " تاليف الشّيخ المحدّث مولانامحمّد عبدالباقى الأيوبى اللّكنوى ثمّ المدنى ، الحنفى ، المتوفّٰى بِالمدينة المنوّرة سنة ١٣٦٤ ھ ، تلميذ العلّامة مولاناعبدالحيّ اللّكنوى

(یہ کتاب ''مطبعۃ القدسی'' قاہرہ سے ۱۳۵۶ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

٣٨١. " نشرالغوالى من الأسانيدالعوالى " تاليف الشّيخ المحدّث مولانامحمّد عبدالباقى الأيوبى اللّكنوى ثمّ المدنى ، الحنفى ، المتوفّٰى بِالمدينة المنوّرة سنة ١٣٦٤ ھ، تلميذالعلّامة مولاناعبدالحيّ اللّكنوى

(مولف رحمہ اللہ کی یہ کتاب بھی طبع شدہ ہے)

٣٨٢. " الفوائدالجامعة شرح العجالة النّافعة " (اُردو) تاليف الشّيخ المحدّث الدّكتورمولانامحمّد عبدالحليم بنِ عبدالرّحيم النّعمانى الحنفى ، رئيس قسم التّخصّص فى

الحدیث بِجامعة العلوم الاسلامیّة علّامة بنوری تأون کراتشی ، فَرَغ من تالیفہٖ فی عشرین من صفرسنة ۱۳۸۲ھ

۳۸۳. " البضاعة المزجاة لِمَن یُطالِع المرقاة فی شرح المشکوٰة " (عربی) تالیف الشّیخ المحدّث الدّکتورمولانامحمّد عبدالحلیم بن عبدالرّحیم النّعمانی الحنفی ، رئیس قسم التّخصّص فی الحدیث بِجامعة العلوم الاسلامیّة علّامة بنوری تأون کراتشی ، فَرَغ من تالیفہٖ فی السّابع عشرمن رجب سنة ۱۳۸۶ھ

۳۸۴. " مقدّمة البخاری " تالیف شیخ الحدیث والتّفسیرالعلّامة مولانامحمّد ادریس الکاندھلوی الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۷ھ ، المتوفّی سنة ۱۳۹۴ھ

(یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۶۳ء میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۳۸۵. " شرح کتاب الحُجّة علیٰ أهل المدینة لِلامام محمّد " (فی أربع مجلّداتِ کبارِ) تالیف الشّیخ العلّامة المحدّث مولانا المفتی السّید مَهدی حسن الشّاهجهان فُوری الحنفی ، المولود سنة ۱۳۰۰ھ ، المتوفّی سنة ۱۳۹۶ھ

۳۸۶. "رجال کتاب الآثار" تالیف الشّیخ العلّامة المحدث مولانا المفتی السّید مَهدی حسن الشّاهجهان فُوری الحنفی ، المولود سنة ۱۳۰۰ھ ، المتوفّی سنة ۱۳۹۶ھ

۳۸۷. الدّرّالمنضود فی أسانید شیخ الهند محمود " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه مولانا مفتی محمّد شفیع بن الشّیخ محمّد یٰسین الدّیوبندی العثمانی الحنفی ، المولود لیلة الحادی والعشرین من شعبان سنة ۱۳۱۴ھ ، المتوفّی لیلة العاشرمن شوّال سنة ۱۳۹۶ھ

(یہ کتاب دہلی ، ہندوستان میں " کشف الأستارعن رجال معانی الآثار " کے ساتھ ۱۳۴۹ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۳۸۸. " معجم رجال تذکرة الحفّاظ لِلذّهبی " تالیف الشّیخ المحدّث الکبیرمولانا محمّد زکریّا الکاندھلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفّی اوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں خود فرمایا کہ تذکرۃ الحفاظ چار جلدوں میں طبع ہوئی ہے اور ہر جلد کی فہرست الگ ہے اور اِس میں بھی مشہور لقب اور کنیت سے رُواۃ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اِس ناکارہ نے اِس رسالہ میں چاروں جلدوں کی ایک فہرست مرتب کی تھی جس میں حروف تہجی

کے اعتبار سے ناموں کی فہرست لکھی تھی اور ہر نام کو اُس کے نام کے اعتبار سے اُسی کے حرف میں لکھا تھا)

۳۸۹. "الحواشی علیٰ تهذیب التهذیب لابن حجر" تالیف الشیخ المحدث الکبیر مولانا محمد زکریا الکاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفیٰ أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

۳۹۰. " ذیل تهذیب التهذیب لابن حجر " تالیف الشیخ المحدث الکبیر مولانا محمد زکریا الکاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفیٰ أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِن دو مذکورہ بالا کتابوں کے بارے میں فرمایا کہ حافظ ابن حجر کی تھذیب التھذیب، تقریب، تعجیل وغیرہ پر حواشی تو کبھی پر لکھتا رہا لیکن تھذیب التھذیب پر کثرت سے لکھے گئے اور ذیل التھذیب کے نام سے مستقل بارہ (۱۲) جلدیں مجلد کرا کر تھذیب کے موافق اس پر صفحے ڈال دیئے تھے تاکہ اس پر تھذیب کا استدراک اور ذیل لکھا جاوے، مگر تھذیب پر حواشی تو لکھنے کی زیادہ نوبت آئی مگر اس ذیل پر لکھنے کی نوبت کم آئی)

۳۹۱. " جزء مایشکل علی الجارحین " تالیف الشیخ المحدث الکبیر مولانا محمد زکریا الکاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفیٰ أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ آئمۂ جرح وتعدیل کے کلام میں بعض رجال کے متعلق جارحین کے کلام پر کچھ اشکالات پیش آتے ہیں، اِس رسالہ میں اُن اشکالات کو جمع کیا ہے)

۳۹۲. " الحواشی علی المُسَلْسَلات " تالیف الشیخ المحدث الکبیر مولانا محمد زکریا الکاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفیٰ أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

۳۹۳. " رجال المُسَلْسَلات " تالیف الشیخ المحدث الکبیر مولانا محمد زکریا الکاندهلوی المدنی ، الحنفی ، المولود فی الحادی عشر من رمضان المبارک سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفیٰ أوّل شعبان سنة ۱۴۰۲ھ

(شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی اِن دو مذکورہ بالا کتابوں کے بارے میں فرمایا کہ مسلسلات کی ۱۳۴۶ھ سے تو مخصوص طلبہ دورہ کے بعد اجازت لیا کرتے تھے لیکن ۱۳۵۳ھ سے وہ دورہ کے بعد ایک مستقل باضابطہ سبق بن گیا اسی وقت سے بندہ نے اس کے حواشی بھی شروع کیے جو ۱۳۸۰ھ تک چلتے رہے اور اس کی تحویلات کو جو بہت

کثرت سے مسلسل بالصوفیہ میں آرہی تھیں، نقشہ بنا کر دوبارہ سہ بارہ طبع کرایا۔ حواشی کے طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی اوراس کے رجال پر مستقل کلام علیحدہ لکھا جس کو رجال المسلسلات کے نام سے موسوم کیا)

۳۹۴. " مقدّمة حقائق السُّنَن شرح جامع السُّنَن لِلامام التّرمذی " تالیف الشّیخ المحدّث الکبیرالثّقة الأمین قدوة العلماء وزبدة الأتقیاء (شیخ راقم الحروف فی الحدیث سنة ۱۴۰۳ھ/۱۴۰۴ھ) ، العلّامة مولاناعبدالحق الأکوروی بن مولاناالحاج معروف گل بن الحاج میرآفتاب بن عبدالحمید بن عبدالرّحیم بن عبدالواحد أخون خیل ، الحنفی ، المتوفّی فی الثّانی والعشرین من محرّم الحرام سنة ۱۴۰۹ھ

۳۹۵. " مِن صحاح الأحادیث القدسیّة " (مائة حدیثٍ قُدسِیّ مع شرحها) تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق محمّد عوّامة الحنفی ، نزیل المدینة المنوّرة ، فَرَغ من تالیفهٖ فی التّاسع من شعبان سنة ۱۴۱۱ھ

۳۹۶. " التّحقیق والتّعلیق علٰی مبادی علم الحدیث وأصوله - مقدّمة فتح الملهم - " تالیف الشّیخ العلّامة المحقّق عبدالفتّاح ابی غُدّة الحَلَبی الحنفی ، المتوفّی سنة ۱۴۱۷ھ

۳۹۷. " الامام الأعظم أبوحنیفة والثّنائیات فی مسانیدهٖ " تالیف الشّیخ الفاضل البارع عبدالعزیز یحیی السّعدی ، فَرَغ من تالیفهٖ فی شعبان المعظّم سنة ۱۴۲۱ھ

(یہ کتاب "دارالکتب العلمیہ" بیروت، لبنان سے ۱۴۲۶ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۳۹۸. " نفحات الهند والیَمَن بِأسانید الشّیخ ابی الحسن " ثَبَتُ الشّیخ مولانا السیّد ابی الحسن علی الحَسَنی النّدوی الحنفی ، المولود سنة ۱۳۳۳ھ ، المتوفّی سنة ۱۴۲۱ھ

(یہ کتاب ریاض، سعودی عرب میں ۱۴۱۹ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۳۹۹. " أحادیث تلامیذ الامام الأعظم وأحادیث العلماء الأحناف فی الجامع الصحیح لِلامام البخاری " تالیف الشّیخ الفاضل البارع المفتی محمّد مفیض الرّحمٰن بن أحمد حسین الشاتغامی البنغلادیشی الحنفی ، فَرَغ من تالیفهٖ فی السّابع من محرّم الحرام سنة ۱۴۲۳ھ

۴۰۰. " تدوین مذهب الأحناف وأصولهٗ فی الحدیث " تالیف الشّیخ الفاضل البارع المفتی محمّد مفیض الرّحمٰن بن أحمد حسین الشاتغامی البنغلادیشی الحنفی ، فَرَغ من تالیفهٖ فی الخامس عشرمن ربیع الأوّل سنة ۱۴۲۴ھ

یہاں تک بحمد اللہ تعالیٰ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری چارسو (۴۰۰) تالیفاتِ جلیلہ کا تذکرہ آچکا ہے جوکہ ایک عظیم ذخیرۂ علمیہ ہے، اسی نوع کی کچھ اور تالیفات بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ اُن کو بھی شاملِ سلسلۂ ہٰذا کیا جائے گا۔ اِن شاء اللہ

جنرل مرزا اسلم بیگ *

مصر میں فوجی مداخلت کے پس پردہ سازشیں

بدنام زمانہ گٹھ جوڑ کہ جسے تین اے (As) اور او (O) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اس نے صدر مرسی کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔ ہم پاکستانی چونکہ ماضی میں متعدد بار ایسے گٹھ جوڑ سے مار کھا چکے ہیں لہٰذا مصر میں جمہوریت کش کاروائی پر ہمیں احساس زیاں زیادہ ہے۔ تین اے اور اوٗ کے گٹھ جوڑ سے مراد امریکہ' آرمی' عدلیہ اور موقع پرست (Opportunists) عناصر ہیں جو ہمیشہ ایسی سازشوں کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس سازش کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ امریکہ کے علاوہ مشرق وسطی کے چند اہم ممالک بھی مصر میں جمہوریت پر شب خون مارنے میں ملوث دکھائی دیتے ہیں۔ ہم اہل پاکستان گذشتہ پانچ سالوں سے بدترین کرپشن' ناکام ترین حکمرانی اور اقتصادی بحران کا شکار رہے ہیں لیکن اسکے باوجود ہم نے صبر اور امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ملک میں پرامن طریقے سے انتقال اقتدار کا مرحلہ طے پا گیا ہے اور اب جمہوری نظام کے استحکام کا عمل جاری ہے۔ لیکن مصر میں جس عجلت کے ساتھ منتخب حکومت کو گرایا گیا ہے وہ حیرت کا باعث ہے۔

مصر میں رونما ہونے والے پریشان کن حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ ان کا غور سے جائزہ لیا جائے تاکہ یہ بات واضح ہوسکے کہ اس سازش کے پس پردہ کون کون سے محرکات ہیں کہ جنہیں امریکی صدر باراک اوباما نے ''انقلاب'' کا نام دیا ہے۔ سعودی عرب' خلیج تعاون کونسل اور شرق اردن نے جنرل فتح کو اس جرات مندانہ کاروائی پر خوش آمدید کہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر صدر مرسی سے کونسی خطا سرزد ہوئی جس کے سبب داخلی اور خارجی قوتیں ان کی منتخب حکومت کو ختم کرکے' فوجی مداخلت کا سبب بنی ہیں؟ انتخابات کے نتیجے میں برسر اقتدار آنے کے بعد صدر مرسی نے جو اقدامات اٹھائے وہ ان کی حقیقت پسندانہ اور مصالحانہ ذہنیت کے عکاس ہیں اور ان کے نتیجے میں ملک میں الاخوان کے انقلابی ایجنڈے کے مطابق جمہوری روایات جڑ پکڑ رہی تھیں مثلاً:

☆ پارلیمنٹ میں دوتہائی اکثریت رکھنے کے باوجود صدر مرسی نے وائس پریذیڈنٹ' وزیراعظم اور وزراء کا انتخاب ایسی جماعتوں سے کیا جن کا الاخوان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ فیصلہ جمہوری وسیاسی افہام وتفہیم کی بہترین مثال ہے۔

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان ۔

☆ بہترین سفارتی حکمت عملی کے ذریعے وہ اسرائیل کو مذاکرات کی میز پر لانے میں کامیاب رہے اور فلسطین میں قیام امن کو یقینی بنایا اور 2006ء سے بند غزہ کا فتح گیٹ دوبارہ کھول دیا گیا۔

☆ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی رو سے مصر' اسرائیل کو نہایت کم قیمت پر سنائی (Sinai) گیس فراہم کر رہا تھا۔ صدر مرسی نے گیس کی قیمتوں میں موجودہ نرخوں کے مطابق اضافہ کیا اور اس معاہدے کی وہ شقیں بھی منسوخ کر دیں جو مصر کے مفاد کے خلاف تھیں۔

☆ انہوں نے لیبیا اور سوڈان کے شہریوں کیلئے آمد و رفت پر عائد پابندیاں اٹھا لیں۔ اس حوالے سے معاہدہ تیار تھا جس میں تینوں ممالک کے مابین سفر کیلئے ویزے کی شرائط ختم کرنا درج تھا۔

☆ انہوں نے ایران اور ترکی کے ساتھ روابط قائم کئے تا کہ ان کے مابین اقتصادی تعاون (Regional EconomicCooperation) (REC) کو ممکن بنایا جا سکے۔ ان کا اہم مقصد مصر' ترکی اور ایران کے مابین علاقائی اقتصادی تعاون (REC) کا قیام تھا۔ قطر نے اس منصوبے کیلئے سات بلین ڈالر کی امداد مہیا کی تھی۔

☆ صدر مرسی نے چین کے ساتھ کئی بلین ڈالر مالیت کے حامل متعدد ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے طویل المدتی معاہدے کئے۔

☆ ملک میں شرعی قوانین کا نفاذ صدر مرسی کی دلی خواہش تھی تا کہ وہ "خطے کے امریکی اتحادی ممالک کی طرح' جہاں شرعی نظام نافذ ہے ان کی صف میں اپنا مقام بنا سکیں۔"

☆ انہوں نے الاخوان کے مولوی صفت فوجی آفیسر' جنرل فتح کو آرمی چیف مقرر کیا' جس طرح کہ ذوالفقار علی بھٹو نے جنرل ضیا کو آرمی چیف بنایا تھا۔ صدر مرسی نے بھٹو جیسی غلطی کی جس کا نتیجہ وہ بھگت رہے ہیں۔

صدر مرسی نے آرمی چیف کے تقرر میں بے شک غلطی کی لیکن ان کا ہر قدم مصر کے بہترین مفاد میں تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے چند قریبی ہمسایہ ممالک اور امریکہ کے عتاب کا نشانہ بنے' اس لئے کہ:

☆ حالات کو جلد از جلد کنٹرول کرنا امریکہ کیلئے لازم ہو گیا تھا کیونکہ اگر مصر' ترکی اور ایران پر مشتمل REC کا مجوزہ منصوبہ حقیقت کا روپ دھار لیتا تو امریکہ اور اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جاتا اور امریکہ کے ایران کے خلاف تادیبی کاروائی کے عزائم بھی پورے ہونے ناممکن تھے کیونکہ امریکہ' ایران کا خوف پیدا کر کے ایک سو ستر بلین ڈالر سے زائد مالیت کا جو عسکری ساز و سامان اور ہتھیار علاقے کے سنی ممالک کو فروخت کر چکا ہے اس تجارت میں بھی رکاوٹ آ جاتی۔ یہی امریکی ہتھیار بحرین میں استعمال ہوئے اور اب شام میں بھی استعمال ہو رہے ہیں۔

☆ مشرق وسطی کے کچھ بڑے ممالک خطے میں ثالث کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس مجوزہ علاقائی اقتصادی تعاون کا قیام ان کے مفادات کیلئے خطرہ تھا' لہذا سب سے پہلے قطر کو سبق سکھانے کیلئے محلاتی سازش کے

ذریعے وہاں کے امیر کو اپنے بیٹے کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا گیا اور خلیج تعاون کونسل کے اتحاد کو بچا لیا گیا۔

☆ ٹونی بلیئر نے بھی کہا ہے کہ "ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے اتحادی ہیں اور آپ کی رفاقت کی ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں۔"

☆ "امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے صدر مرسی کی برطرفی کے خلاف مظاہرہ کرنے والے قائدین کو خریدنے کیلئے بینکوں کے منہ کھول دیے ہیں اور جمہوری تعمیری پروگرام کے نام پر حزب اختلاف کے رہنماؤں کو لاکھوں ڈالر کے عطیات دیے جو کہ نہ صرف مصری بلکہ امریکی قانون کی بھی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔" (جولین پیکٹ، روزنامہ ہل (Julian Pecquet, Daily Hill)

☆ امریکی صدر باراک اوبامہ نے مصر میں فوجی کاروائی کو "سازش نہیں بلکہ انقلاب" قرار دیا ہے جبکہ جنرل فتح نے فوجی مداخلت کو "عوامی خواہشات کے احترام میں ملکی مستقبل کیلئے کامیاب سیاسی ونظریاتی جدوجہد" کے نام سے موسوم کیا ہے۔(اس کا موازنہ پاکستان کی مسلح افواج کے اٹھائے جانے والے عہد نامے سے بآسانی کیا جاسکتا ہے جس میں درج ہے کہ: "آئین پاکستان کو ہر حال میں مقدم رکھوں گا جو عوام کی خواہشوں کا ترجمان ہے۔" اس فرض کی ادائیگی کیلئے آرمی چیف کا غیر سیاسی ہونا ضروری ہے لیکن آرمی چیف اگر غیر سیاسی ہوگا تو وہ آئین کی پاسداری کس طرح کرے گا؟ یہی سبب ہے کہ آئین کی پاسداری میں جنرل فتح سیاسی بنگیا اور سیاسی بساط الٹ کے رکھ دی۔

☆ مصر میں رونما ہونے والے حالات نے تمام عرب دنیا کے اسلام پسند عناصر کو مصر کی جانب راغب کیا ہے کیونکہ الاخوان کا تعلق اسلام کے مکتب فکر سلسلہء قادریہ سے ہے جو سوڈان، لیبیا، صومالیہ، تیونس، الجیریا، عراق، اردن، شام، یمن، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا تک پھیلا ہوا ہے۔

☆ آرمی نے اس امید پر یہ جوا کھیلا تھا کہ وہ جلد ملک کی صورت حال پر قابو پالے گی لیکن تیس (30) سیاسی جماعتوں کی صدر مرسی کے ساتھ یکجہتی اور مکمل تائید نے حالات کو گمبھیر بنا دیا ہے اس طرح "مصر ایک تاریخی جال میں پھنس چکا ہے۔اس کی مثال نوآبادیاتی دور کی پہیلی کی طرح ہے جس نے مصر سے پاکستان تک کے ممالک کیلئے سیاسی اسلام کے خواب کی امیدوں کو روشن کردیا ہے۔" پیٹر پروفام(Peter Profam, The Independent)

☆ صدر مرسی کے حامیوں نے یہ واضح کردیا ہے کہ "ہم مزاحمت جاری رکھیں گے۔ ہم آزاد انقلابی ہیں اور ہم اپنا سفر جاری رکھیں گے۔"

ان کے مدمقابل اب فوج ہے جو ملک کی حکمران ہے۔یہ وہی فوج ہے جو حسنی مبارک کی رخصتی کے بعد

اقتدار میں آئی تھی اور اٹھارہ ماہ تک اپنے ہی شہریوں کو قتل کرتی رہی۔اقتدار کی کش مکش اب شروع ہو چکی ہے۔

فوجی مداخلت نے خطرناک شکل اختیار کر لی ہے جس کے سبب مصر سے لے کر ترکی' پاکستان اور بنگلہ دیش تک اسلام پسند اور آزاد/سیکولر طبقات کے مابین سیاسی ونظریاتی تصادم کی راہ ہموار ہو چکی ہے۔پاکستان میں عوام نے ایسے تصادم کو ووٹ کی طاقت سے ناکام بنایا اور اب وہی طاقتیں 'یعنی عدلیہ' آرمی اور روشن خیال' سیکولر اور اسلام پسند' ملک میں سیاسی توازن قائم کرنے کیلئے کوشاں ہیں جو ماضی میں حالات کی خرابی کا باعث بنتی رہی ہیں۔مغربی میڈیا اس بات کو سچ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ مصر میں ''سیاسی اسلام'' کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے حالانکہ اس نظام کو اپنی افادیت منوانے کیلئے مناسب وقت ہی نہیں دیا گیا۔اور اگر مصر میں یہ تجربہ ناکام ہو گیا تو اس کا الزام مصر میں فوجی مداخلت کی ذمہ دار قوتوں یعنی امریکہ'یورپی یونین اور مشرق وسطیٰ میں طاقت کا کھیل کھیلنے والی قوتوں کے سر ہے' جنہوں نے ''عوامی خواہشات کے آئینہ دار آئین کو مقدم رکھنے'' کے بجائے فوج کو مداخلت پر اکسایا ہے۔

الاخوان کی محاذ آرائی کی ایک طویل داستان ہے جو 1954ء میں صدر ناصر کے دور میں شروع ہوئی اور 1970ء تک رہی۔اس کے بعد تین دہائیوں تک صدر حسنی مبارک کے مظالم کا شکار رہنے کے بعد 2012ء کے انتخابات میں اسے کامیابی نصیب ہوئی۔اب انہیں جنرل فتح کا سامنا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ۔''جہاں جمال ناصر جیسی طلسماتی شخصیت کامیاب نہیں ہو سکی وہاں جنرل فتح کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ مصری عوام عرصہ دراز سے سیاسی اسلام کا خواب دیکھ رہے ہیں جسے ختم کرنا جنرل فتح کے بس کی بات نہیں''۔ وقت الاخوان کے ساتھ ہے اور افغانی طالبان کی طرح وہ بھی پرسکون ہیں اور اپنے مقصد سے مخلص ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ غیر ملکی آقاؤں کے مفادات کی نگران فوج کے خلاف ان کی پرامن مزاحمت ضرور کامیاب ہوگی اور وہ دن رات اس ورد میں مصروف ہیں۔''حسبی الله و نعم الوکیل''

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ویب سائٹ کے آن لائن فتویٰ

دارالعلوم حقانیہ کے مفتیان کرام سے دینی وفقہی مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے دارالعلوم کی ویب سائٹ www.jamiahaqqania.edu.pk/ کے ہوم پیج (Home Page) پر Islamic Q & A online Fatawa کلک کر کے اپنا سوال بھیجئے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف سے مقررہ مدت میں جواب وصول کریں۔

از شعبہ : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ڈاکٹر محمد سلیم قاسمی *

اصولِ تخریج حدیث ونقدِ اسانید

فن تخریج حدیث ان اصول وقواعد کو کہتے ہیں جن کی واقفیت سے کسی حدیث کا تلاش کرنا اور اس کے متابعات وشواہد تک پہونچنا آسان ہوتا ہے، نیز ان اصول وقواعد سے حدیث کا مقبول ہونا یا غیر مقبول ہونا بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

اس علم کی مدد سے طالب علم کسی ایک موضوع پر نہ صرف حدیث کی مختلف مصادر جیسے جوامع، مسانید، سنن، معاجم وغیرہ میں منتشر احادیث جمع کرنے پر قادر ہوسکتا ہے بلکہ جمع شدہ نصوص/ احادیث کی اسانید پرکھنا یعنی ان کی صحت وسقم کا فیصلہ کرنے کا ملکہ بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس فن سے واقف طالب علم کو نص/ حدیث کے معنیٰ ومفہوم سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس لیے کہ حدیث کا جو لفظ/ الفاظ سامنے ہوتے ہیں اس میں مختلف معانی اور تاویلات کے امکان ہوتے ہیں مگر جب ذخیرہ حدیث سے اس کے مختلف الفاظ نکال کر مجموعی طور پر غور کیا جاتا ہے تو کوئی ایک معنیٰ ومفہوم متعین ہوجاتا ہے۔ اس طرح نصوص کی باطل تاویلات سے طالب علم محفوظ رہتا ہے۔

یہ وہ بنیادی قواعد ہیں جن کے بغیر ذخیرہ حدیث سے صحیح معنوں میں نہ تو استفادہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی باطل افکار ونظریات کا مقابلہ۔ اس لیے حدیث کے ہر طالب علم کے لیے ان اصول سے واقفیت ضروری ہے۔

اصول تخریج:

جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے اس کی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) کبھی وہ حدیث ہمارے سامنے سند ومتن سمیت پوری موجود ہوتی ہے (۲) کبھی متن کے ساتھ سند تو پوری نہیں ہوتی مگر اس کا اولیں راوی مثلاً صحابی کا نام معلوم ہوتا ہے۔ (۳) کبھی اس کا صرف متن موجود ہوتا ہے، سند/ راوی کا نام نہیں معلوم ہوتا۔ (۴) کبھی اس کے متن کا صرف ایک ٹکڑا موجود ہوتا ہے (۵) اور کبھی سرے

* ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

سے حدیث کے الفاظ غائب ہوکر صرف اس کا مفہوم ہی ذہن میں ہوتا ہے۔ یہ اوران کے علاوہ مختلف صورتوں کے اعتبار سے تخریج کے الگ الگ اصول ہیں۔

پہلا طریقہ:

اگر حدیث مع سند و متن سامنے ہو یا اس کے اولیں راوی (صحابی) کا نام معلوم ہوتو اس سلسلہ میں حدیث کی درج ذیل انواع کتب کی طرف مراجعت کی جائے گی۔

۱- مسانید: جن میں ہر صحابی کی روایات ایک جگہ پر مذکور ہوتی ہیں خواہ صحابہ کا نام حروف ہجا کے اعتبار سے اس میں مذکور ہو یا اسلام میں سبقت، فضیلت یا قبائل و اوطان وغیرہ کی رعایت کے ساتھ ہو۔ جیسے مسند احمد اور مسند ابوداؤد طیالسی۔

۲- معاجم: وہ کتب کہلاتی ہیں جن میں حروف ہجا کے اعتبار سے صحابہ کے اسماء و روایات کا تذکرہ ہوتا ہے، جیسے طبرانی کی معجم الکبیر۔ معاجم میں یہ سب سے جامع کتاب ہے، اس کے علاوہ ابن قانع بغدادی کی معجم الصحابہ بھی مشہور کتاب ہے۔

۳- کتب الطراف: وہ کتب جن میں حدیث کے کسی ضروری و اہم حصہ کو ذکر کرنے کے بعد اس کی تمام اسناد کو جمع کیا جاتا ہے اور عموماً ان کی ترتیب مسانید کے انداز پر ہوتی ہے، جیسے حافظ جمال الدین مزی کی تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف جس میں صحاح ستہ و حدیث کی دیگر کتب میں وارد احادیث کی اسانید جمع کی گئی ہیں۔

اس طریقہ کو بنیاد بنا کر تخریج کی صورت یہ ہوگی کہ اس سلسلہ کی جس کتاب سے کام لینا ہو پہلے اس کے طریق ترتیب کو پیش نظر رکھ کر راوی کا نام تلاش کیا جائے۔ مطلوبہ راوی کا نام مل جانے پر اس کی روایت کردہ احادیث میں جانے سے مطلوبہ حدیث مل جاتی ہے۔ مثلاً مسند احمد سے کوئی حدیث نکالنی ہوتو یہ بات ذہن میں رہے کہ امام احمد نے مختلف چیزوں کو پیش نظر رکھ کر صحابہ کے اسماء میں الگ الگ کئی ترتیبیں قائم کی ہیں، ایک ترتیب ان کی افضلیت کے اعتبار سے، ایک ان کی جائے قیام کے اعتبار سے، ایک ان کے قبائل کے اعتبار سے۔ لہٰذا ان چیزوں کو سامنے رکھ کر فہرست میں صحابی مذکور کا نام تلاش کرنا ہوگا اور پھر اس کے بعد ترتیب کے اعتبار سے جہاں اس کا نام ہو وہاں مطلوبہ حدیث کی جستجو کرنی ہوگی۔ چونکہ امام احمد نے متعدد ترتیبیں مختلف بنیادوں پر قائم کی ہیں اس لیے بہ کثرت ایسا ہوتا ہے کہ ایک صحابی کا اور اس کی احادیث کا ذکر کتاب کے متعدد مقامات میں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حدیث کے متلاشی کو زحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے بعض اہل علم نے محنت کر کے مسند میں مذکورہ تمام صحابہ کی ایک فہرست حروف ہجا کے اعتبار سے مرتب کر دی ہے جس میں یہ بھی نشاندہی کر دی ہے کہ کس صحابی کی روایات مسند کے کن اجزاء اور صفحات پر ہیں۔ یہ فہرست مسند کے جزء اول [illegible] ہوتی ہے۔

کی جامع ہے۔اس طرح یہ صحاح کی یکجا فہرست ہے۔اور حال ہی میں سعید بن زغلول نے ایک عظیم فہرست تیار کی ہے جس میں بڑی تعداد میں مصادر حدیث یکجا کیے گئے ہیں۔اس فہرست کا نام موسوعۃ اطراف الحدیث ہے جو شائع ہو چکی ہے لیکن ہنوز اس میں اضافہ کا کام جاری ہے۔

تیسرا طریقہ: موضوع حدیث

اگر ہمارے سامنے نہ تو حدیث کی سند ہو اور نہ ہی اس کا متن، بلکہ حدیث کا مضمون و مفہوم ذہن میں ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت کرنی ہوگی جو موضوعات کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہیں مثلاً:

(الف) جوامع مثلاً بخاری و مسلم

(ب) جوامع کے مستخرجات و مستدرکات

(ج) مجامع (یعنی دو یا دو سے زاید کتب کے مجموعے)

(د) کتب زوائد

(ہ) کتب سنن و مستخرجات سنن

(و) موطا و مصنفات

(ز) مفتاح کنوز السنۃ: یہ اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب بایں معنیٰ ہے کہ موضوعات کی بنیاد پر اس کو ۱۴ کتب حدیث کی روایات کی فہرست کے طور پر مرتب کیا گیا ہے ان چودہ کتابوں میں صحاح ستہ و موطا امام مالک کے علاوہ مسند احمد، مسند طیالسی، مسند زید بن علی، سنن دارمی اور سیرت ابن ہشام، مغازی واقدی، طبقات ابن سعد شامل ہیں، یہ کتاب مستشرقین کی تیار کردہ ہے، اس کو انگریزی سے عربی میں محمد فواد عبدالباقی نے منتقل کیا ہے۔کتاب کی ترتیب موضوعات کے اعتبار سے بایں طور پر قائم کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا مصادر کی تمام احادیث کے مضامین کی نمائندگی کرنے والے الفاظ کو حروف ہجا پر مرتب کیا گیا ہے۔کتاب کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے شروع میں اس سلسلہ کی جو ہدایات درج ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے، جو مختصراً یہ ہیں کہ مسلم کے علاوہ صحاح ستہ و سنن دامی کی روایات کے لیے کتب اور ابواب دونوں کے نمبر شمار ذکر کیے جاتے ہیں، مسلم و موطا کے لیے کتب کے نمبرات کے ساتھ احادیث کے نمبرات ہیں اور مسند طیالسی و مسند زید کے لیے احادیث کے نمبرات اور باقی کے لیے اجزاء و صفحات، یا صرف صفحات کے نمبرات اور تمام کتب کے لیے رموز حروف ہجا سے ذکر کیے گئے ہیں۔مثلاً تشہد میں انگلی کے ذریعہ اشارہ والی حدیث کی نشان دہی یوں کی گئی ہے: (مس-ک ۱۵ ح ۱۴۷)۔اس کی توضیح یہ ہے کہ مسلم کی کتاب الحج کی ۱۴۷ نمبر کی حدیث ہے۔

اس طریق سے کام کے لیے مفید کتاب جامع الاصول بھی ہے جو ابن ماجہ کے بجائے موطا کے ساتھ

کی جامع ہے۔اس طرح یہ صحاح کی یکجا فہرست ہے۔اور حال ہی میں سعید بن زغلول نے ایک عظیم فہرست تیار کی ہے جس میں بڑی تعداد میں مصادر حدیث یکجا کیے گئے ہیں۔اس فہرست کا نام موسوعۃ اطراف الحدیث ہے جو شائع ہو چکی ہے لیکن ہنوز اس میں اضافہ کا کام جاری ہے۔

تیسرا طریقہ: موضوع حدیث

اگر ہمارے سامنے نہ تو حدیث کی سند ہو اور نہ ہی اس کا متن، بلکہ حدیث کا مضمون ومفہوم ذہن میں ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت کرنی ہوگی جو موضوعات کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہیں مثلاً:

(الف) جوامع مثلاً بخاری ومسلم

(ب) جوامع کے مستخرجات ومستدرکات

(ج) مجامع (یعنی دو یا دو سے زاید کتب کے مجموعے)

(د) کتب زوائد

(ہ) کتب سنن ومستخرجات سنن

(و) موطا ومصنفات

(ز) مفتاح کنوز السنۃ: یہ اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب بایں معنی ہے کہ موضوعات کی بنیاد پر اس کو ۱۴ر کتب حدیث کی روایات کی فہرست کے طور پر مرتب کیا گیا ہے ان چودہ کتابوں میں صحاح ستہ وموطا امام مالک کے علاوہ مسند احمد، مسند طیالسی، مسند زید بن علی، سنن دارمی اور سیرت ابن ہشام، مغازی واقدی، طبقات ابن سعد شامل ہیں، یہ کتاب مستشرقین کی تیار کردہ ہے، اس کو انگریزی سے عربی میں محمد فواد عبدالباقی نے منتقل کیا ہے۔کتاب کی ترتیب موضوعات کے اعتبار سے بایں طور پر قائم کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا مصادر کی تمام احادیث کے مضامین کی نمائندگی کرنے والے الفاظ کو حروف ہجا پر مرتب کیا گیا ہے۔کتاب کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے شروع میں اس سلسلہ کی جو ہدایات درج ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے، جو مختصرا یہ ہیں کہ مسلم کے علاوہ صحاح ستہ وسنن دامی کی روایات کے لیے کتب اور ابواب دونوں کے نمبر شمار ذکر کیے جاتے ہیں، مسلم وموطا کے لیے کتب کے نمبرات کے ساتھ احادیث کے نمبرات ہیں اور مسند طیالسی ومسند زید کے لیے احادیث کے نمبرات اور باقی کے لیے اجزاء وصفحات، یا صرف صفحات کے نمبرات اور تمام کتب کے لیے رموز حروف ہجا سے ذکر کیے گئے ہیں۔مثلاً تشہد میں انگلی کے ذریعہ اشارہ والی حدیث کی نشان دہی یوں کی گئی ہے: (مس-ک ۱۵ح ۱۴۷)۔اس کی توضیح یہ ہے کہ مسلم کی کتاب الحج کی ۱۴۷نمبر کی حدیث ہے۔

اس طریق سے کام کے لیے مفید کتاب جامع الاصول بھی ہے جو ابن ماجہ کے بجائے موطا کے ساتھ

صحاح ستہ کی جامع ہے اوراس میں ابواب کی ترتیب حروف ہجا کی بنیاد پر ہے اور جو اہم ابواب اصل ترتیب میں نہیں آسکے ہر حرف کے ابواب کے آخر میں ان کی فہرست و مواقع کا تذکرہ ہے اور اس وقت جو متداول نسخہ ہے اس کے حاشیہ میں اس کی جملہ احادیث کی تخریج بھی مذکور ہے جس میں ابن ماجہ کو بھی لیا گیا ہے۔ جامع الاصول ہی کے انداز پر کنز العمال بھی ہے وہ بھی جملہ ابواب کی جامع ہے اور اس کے کتب و ابواب کو بھی بعض موضوعات کے پیش نظر حروف ہجا کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔

اس طریقہ تخریج سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی جگہ موضوع سے متعلق متعدد احادیث مل جاتی ہیں جن کے الفاظ اگر چہ مختلف ہوتے ہیں مگر مضمون میں اشتراک ہوتا ہے۔ پھر ان احادیث کی اسانید کو لے کر کتب اطراف کی طرف مراجعت کرکے اس کے اور بھی طرق اوران کے اختلاف پر واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے تاکہ سند پر حکم لگانے میں سہولت ہو۔

چوتھا طریقہ: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی:

اگر ہمارے سامنے حدیث کا پورا متن یا اس کے بعض اہم الفاظ ہوں تو اس کی تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ اس حدیث کے ایسے الفاظ منتخب کر لیے جائیں جو کسی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہوں پھر ان کے مادوں (ماخذ) کی مدد سے لغوی طریقہ پر المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی کی طرف مراجعت کی جائے، یہ ایک عظیم فہرست ہے، جسے مستشرقین نے ترتیب دیا ہے۔ اس میں نو کتابوں کی احادیث کو لیا گیا ہے جس میں صحاح ستہ کے علاوہ موطا، مسند امام احمد اور سنن دارمی ہے۔ حدیث کے ذکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل ماخذ کے رمز مثلاً صحیح بخاری کے لیے "خ" مسلم کے لیے 'م' وغیرہ۔ یہ رموز معجم مفہرس کے ہر صفحہ کے نیچے درج ہوتے ہیں۔ رمز کے معاً بعد مرکزی عنوان (مثلاً الصلاۃ، الزکاۃ) کی صراحت ہوتی ہے جس میں وہ حدیث ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک نمبر دیا جاتا ہے جو کسی باب کا ہوتا ہے۔ مسلم کے علاوہ صحاح ستہ کے لیے کتب کے نام اور ابواب کے نمبرات مذکور ہیں اور مسلم و موطا کے لیے کتب کے نام کے ساتھ احادیث کے نمبرات اور مسند احمد کے لیے اجزاء وصفحات کے نمبرات مذکور ہیں۔

حدیث کی نشان دہی کے لیے ایسے لفظ کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ وہ اسم یا فعل ہو، حرف وعلم نہ ہو، نیز قال وجاء جیسے بہ کثرت استعمال ہونے والے افعال واسماء کی بنیاد پر حدیث کے ماخذ کو نہیں ذکر کیا گیا، جن الفاظ کو لیا گیا ہے ان میں بھی یہ ترتیب ہے کہ اول فعل پھر اسماء کو ذکر کیا گیا ہے۔ افعال میں پہلے ثلاثی مجرد سے فعل ماضی کے تمام صیغوں کو اسی ترتیب کے ساتھ جو علم صرف میں ہوتی ہے، پھر فعل مضارع کے صیغے، پھر امر، پھر اسم فاعل، پھر مفعول، پھر مجرد کی طرح مزید کے افعال اور ان کے صیغے، پھر اس مادہ سے دیگر اسماء و مشتقات وغیرہ

چیزیں ذکر کی گئیں ہیں۔ اسماء میں نحوی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ پہلے مرفوع پھر منصوب پھر مجرور کو ذکر کیا گیا ہے، مثلاً ایک معروف حدیث ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان اس میں من کن فیہ کو چھوڑ کر چاروں الفاظ لیے گئے ہیں اور باقی تین نہیں اور ان کے پیش نظر حدیث کی نشان دہی یوں کی گئی ہے۔ ثلاث ـ م ایمان ۶۶ و ۶۷ خ ایمان ۹ و ۱۴، اکراہ ـ ۱، (مسلم، کتاب الایمان کی حدیث ۶۶ اور ۶۷، بخاری کتاب الایمان کا باب ۹ اور ۱۴ او کتاب الاکراہ کا باب ـ ۱)

چونکہ ایک حدیث جو متعدد کتابوں میں ہو سب جگہ اس کے الفاظ یکساں نہیں ہوتے تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ کتاب میں اس کا بھی لحاظ ہے کہ سب سے پہلے جس ماخذ کا ذکر ہوتا ہے اس میں بعینہ وہی لفظ ہوتا ہے جس کو ماخذ کے ذکر کے لیے بنیاد بنایا گیا ہے۔

پانچواں طریقہ: متن حدیث میں وضع کا شبہ

متن حدیث میں غور کرنے سے پتہ چلے کہ وہ قرآن کریم کی کسی نص صریح سے معارض ہے یا سنت مشہورہ کے خلاف ہے یا عقل سلیم اسے قبول نہیں کرتی یا مسلمہ تاریخی حقائق سے میل نہیں کھاتی یا وہ حس و مشاہدہ کے خلاف ہے یا اس کے الفاظ و معانی میں ایسی سطحیت اور رکاکت ہے جس کا صدور آنحضرت ﷺ کے شان عالی سے بعید معلوم ہوتا ہے، تو یہ سب اس بات کی علامات ہیں کہ حدیث موضوع ہے۔ اس صورت میں ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے گی جو موضوع روایات کی تحقیق کے لیے تصنیف کی گئی ہیں۔ جیسے : (الف) الموضوعات الکبریٰ، ابن جوزی (م ۵۹۷ھ)۔ واضح رہے کہ وضع کا حکم لگانے میں ابن جوزی متشدد مانے گئے ہیں اس لیے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ دیگر نقاد حدیث نے ان کی موافقت کی ہے یا نہیں۔ (ب) اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، حافظ سیوطی (م ۹۱۱ھ) یہ ابن جوزی کی مذکورہ کتاب کی تلخیص ہے، اس کتاب کے اکثر و بیشتر مقامات میں علامہ سیوطی ابن جوزی کی موافقت کرتے ہیں لیکن بہت سی روایات پر ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہ بات واضح رہے کہ علامہ سیوطی حدیثوں کے رد و قبول میں تساہل مانے گئے ہیں۔ دونوں کتابوں کی ترتیب علمی مضامین پر ہے۔ (ج) تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ابوالحسن علی بن محمد الکنانی (م ۹۶۳ھ)۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین ہے اور اس کے مصنف حدیث پر وضع کا حکم لگانے میں معتدل مزاج کے حامل ہیں۔ (د) الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ملا علی القاری (م ۱۰۱۴ھ)۔ موضوعات کبیر کے نام سے معروف ہے۔ (ہ) المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ)۔

ان کتب میں روایات سے متعلق پوری تحقیقات مذکور ہوتی ہیں، مثلاً حدیث حب الوطن من الایمان

کے وضع وعدم وضع کی بابت تحقیق کے لیے ملاعلی قاری کی موضوعات کبیر کی طرف رجوع کیا جائے تو حرف ح کی احادیث میں اس کی تحقیق موجود ہے۔

تخریج شدہ مواد کی تشکیل:

حدیث تلاش کرنے والے کا مقصد اگر صرف اتنا ہو کہ یہ حدیث کہاں اور کن کن مصادر (کتب حدیث) میں ہے تو تخریج سے حاصل شدہ مواد کو قلم بند کرنے کا طریقہ یہ ہوگا: اول- کتاب کا نام (مثلاً) صحیح بخاری، دوم- مرکزی عنوان، (کتاب الصلاۃ) سوم- ذیلی عنوان، (مثلاً) باب صلاۃ الوتر۔ اگر زیر نظر کتاب میں حدیثوں کی نمبرنگ ہو تو حدیث نمبر بھی لکھ لینا چاہیے۔ یہ طریقہ حدیث کی صحاح ستہ، موطا امام مالک، مسند دارمی اور اس جیسی کتابوں کے لیے اپنایا جاتا ہے جو معروف ہیں اور ان میں حدیثیں کتاب وابواب کی بنیاد پر جمع کی گئیں ہیں لیکن جو کتابیں اس طرز/علمی مضامین پر نہیں مدون کی گئیں ان کا طریقہ یہ ہوگا کہ اولاً جلد نمبر پھر صفحہ نمبر۔ اگر حدیث نمبر ہو تو اس کو بھی لکھ لینا چاہیے۔ اس سے اس کی طرف دوبارہ مراجعت کی صورت میں آسانی ہوگی اور وقت بچے گا۔ اگر مصادر کئی ہیں مثلاً ایک حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں بھی تو مضبوط ترین مصدر/صحیح بخاری کو پہلے لکھا جائے گا پھر جو اس سے کم درجہ کا ہو مثلاً ابن ماجہ اور پھر کتاب و باب کا حوالہ، علی ہذا القیاس۔ اگر محدثین میں سے کسی نے حدیث کا درجہ بیان کیا ہو تو اجمالاً اس کو بھی لکھ لینا چاہیے، مثلاً: قال الترمذی "حسن، صحیح، ضعیف" وغیرہ۔

سند و رواۃ حدیث کے نقد کا طریقہ

بنیادی طور پر ذخیرہ حدیث میں دو طرح کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) وہ احادیث جو نقد و نظر کے مرحلے سے گذر چکی ہیں اور ائمہ حدیث کی جانب سے ان کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ صراحتاً یا دلالۃً ہو چکا ہے۔ ان میں ہمیں صرف یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ علماء نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے آگے ان پر نظر ثانی کی قطعاً گنجائش نہیں۔ (۲) وہ احادیث جن کے متعلق ائمہ حدیث کی جانب سے کوئی تصریح یا دلالت نہیں پائی جاتی۔ یا تصریح تو ہے مگر معتمد علماء کی نہیں یا خود معتمد علماء میں ان کی بابت کوئی اختلاف ہے۔ بحث وتحقیق کی ضرورت ان ہی احادیث واسانید میں ہوتی ہے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ایک حصہ اب بھی ایسی حدیثوں کا ہے۔

نقد رجال کا طریقہ:

نقد رجال کا مطلب حدیث کے راویوں کے اندر ان شرائط کا پتہ لگانا ہوتا ہے جن پر حدیث کی صحت و ضعف کا انحصار ہے اور اس بات کی تحقیق کہ سند میں واقع کون کون راوی ان شرائط کی نسبت سے کس معیار پر ہیں

تاکہ حدیث کا صحیح مقام ومرتبہ معلوم ہوسکے۔ وہ شرائط اصولی طور پر پانچ ہیں: عدالت، ضبط، اتصال سند، سند ومتن کا عدم شذوذ اور علت سے خالی ہونا۔

عدالت وضبط:

راوی کی عدالت اور ضبط کا علم راوی کے ان احوال کے ذریعہ ہوگا جن کو علماء جرح وتعدیل نے رجال کی کتابوں میں تراجم کے عنوان سے جمع کیا ہے۔ چونکہ یہ دونوں اولین شرائط ہیں اس لیے نقد کی غرض سے سب سے پہلے تراجم پر نظر کرنی ہوگی۔

تراجم پر نظر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ محدثین نے رواۃ کے تراجم/ احوال زندگی واحوال علمی سے متعلق بہت سی کتابیں مختلف انداز پر لکھی ہیں۔ جس راوی سے متعلق تحقیق کرنی ہو اگر پہلے سے اس سے متعلق کوئی معلومات ہو جس کو بنیاد بنا کر رجال کی کتابیں ترتیب دی گئی ہیں مثلاً یہ کہ راوی صحاح ستہ کا ہے یا کسی خاص علاقہ و طبقہ کا یا اس کی بابت محدثین نے کچھ کلام کیا ہے تو اس حال کو سامنے رکھ کر اس کے مناسب کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر ایسے کسی حال کا علم نہ ہو تو کتب تراجم کی فہارس میں اس کا نام تلاش کرنا ہوگا۔ نام مل جانے کے بعد اس کے ترجمہ کو دیکھنا ہوگا۔ کتب رجال کی فہارس حروف ہجا کے اعتبار سے بنائی گئی ہیں مثلاً صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و ابوداؤد، نسائی و ابن ماجہ کے رواۃ کے تراجم کے لیے ابن حجر کی تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب اور امام ذہبی کی الکاشف اور خزرجی کی خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال دیکھنی چاہیے۔ ملکوں اور مقامات کی بنیاد پر تراجم کے جاننے کے لیے تاریخ بغداد (خطیب کی) تاریخ جرجان (ابوالقاسم سہمی م۴۲۷ھ کی)، مختصر طبقات علماء افریقہ وتونس (محمد بن احمد قیروانی م۳۳۳ھ کی) کتاب دیکھنی چاہیے۔ طبقات کی بنیاد پر تراجم کی معلومات کے لیے طبقات کبریٰ ابن سعد کی اور طبقات کبریٰ تقی الدین سبکی شافعی کی، اور رواۃ کے مخصوص احوال کی نسبت سے ضعفاء وثقات سے متعلق مخصوص کتب، مثلاً امام بخاری کی کتاب الضعفاء، ابن عدی کی الکامل اور امام ذہبی کی میزان الاعتدال اور حافظ ابن حجر کی لسان المیزان۔ ثقات میں خلیل شاہین اور ابن حبان کی کتاب الثقات، حافظ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ، اسی طرح جامع بین الثقات والضعفاء میں امام جوزقانی کی کتاب الجرح والتعدیل۔ ابن کثیر کی کتاب التکمیل فی معرفۃ الثقاۃ والضعفاء والمجاہیل دیکھنی چاہیے۔ اور جب مطلوبہ راوی کا ترجمہ کسی کتاب میں مل جائے تو اس کے ترجمہ سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ صاحب کتاب نے اس کی عدالت اور ضبط سے متعلق کیا کہا ہے۔

(جاری ہے)

پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان*

مصر میں اسلامی جمہوری حکومت کا ظالمانہ قتل

ہمارے ہاں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ برطانیہ جمہوریت کی ماں ہے اور امریکہ آج کا جمہوری چیمپئن ہے۔ مسلمان ممالک کے سیکولر اور لبرل عناصر اِس کے بہت گن گاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حقیقت اِن چیزوں سے کوسوں دور ہے۔

مغرب کل بھی بادشاہت اور استبداد کا اسیر تھا اور آج بھی اِس کے جمہوری تماشا میں دیو استبداد ہی بند ہے۔ اِن لوگوں کو جمہوری اور شورائی مزاج کا تب پتہ چلا جب اِن کا صلیبی لڑائیوں میں مسلمانوں کے ساتھ آمنا سامنا ہوا۔ اسلام سے زیادہ کوئی جمہوریت رشورائیت کا علمبردار نہیں ہوسکتا کیونکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہارے امور شوریٰ کے ذریعے طے ہوں گے۔ وَ اَمْرُهُمْ شُورٰى بَينهم۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ، اسلامی جمہوریت کا دُنیا میں بہترین نمونہ رہا ہے۔ ساری دُنیا نے اِسی خلافت راشدہ سے طرز حکمرانی اور نظام ہائے حکومت سیکھا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خلافت (اسلامی جمہوریت) کے نظام حکومت میں وہ ساری بھلائیاں رکھ دی ہیں جو دُنیا کے کسی بھی نظام حکومت میں پائی جائیں اور وہ ساری برائیاں اِس سے نکال باہر کی ہیں جو دُنیا کے کسی بھی طرز حکمرانی میں موجود ہوسکتی ہیں۔ اِسی خلافت راشدہ کے دوران سطح' زمین پر وہ حکومت قائم رہی کہ آج کی اچھی سے اچھی فلاحی ریاستیں اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ کیا دُنیا میں آج کسی بھی بہترین جمہوری حکومت میں اس بات کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ ایک عام آدمی اُٹھ کر اپنے صدر یا وزیر اعظم سے پوچھ سکے کہ حضور! آپ کے یہ اثاثے دن دگنی اور رات چگنی ترقی کی راہ پر کیوں گامزن ہیں؟ جبکہ خلافت راشدہ میں ایک عام آدمی حضرت عمرؓ فاروق جیسی دبنگ شخصیت سے مجمع عام میں اُن کے زیب تن قمیص کے بارے سوال کر رہا ہے اور خلیفہ جواب دے رہا ہے، یہ ہے اصلی جمہوری روح وروایت، لیکن صد افسوس! کہ اسلامی معاشروں میں حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد صورتحال تبدیل ہوئی اور دُنیا کے سامنے وہ اسوۂ حسنہ نہ رہا جس پر چل کر انسانیت کو صحیح معنوں میں جمہوری روایات پر چلایا جاسکے۔ لیکن پھر بھی اُس عظیم خلافت کی روح اور اثرات سے دُنیا مستفید ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہیگی کیونکہ دُنیا کے پاس اِس

---

* ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

سے بہتر چیز نہ موجود تھی نہ موجود ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب و مشرق میں اِسی ہی کی روح سے ریزہ چینی ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔

برطانیہ کے عظیم فلسفی جارج برنارڈ شا نے علی الاعلان کہا تھا کہ مستقبل اسلام کا ہے۔ گاندھی جی نے ہندوستان کی برطانوی راج سے آزادی کے بعد پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ممبران سے کہا تھا کہ میں نے نظامِ حکمرانی کے حوالے سے ہندو تاریخ کا مطالعہ کیا ہے لیکن وہاں کوئی ایسی حکمران شخصیت نہیں ملی جس کی مثال دے کر آپ لوگوں کو اُن کی تقلید کا کہہ سکوں اِس لئے طرزِ حکمرانی میں سادگی اختیار کرنے کے لئے مجھے مجبوراً مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی مثال دینی پڑ رہی ہے جنہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے کپڑوں میں دفنا کر میرے کفن کا نیا کپڑا کسی مستحق کو دیدو"۔ اور جنہوں نے خطبۂ خلافت میں لوگوں کو یہ حق دیا کہ "اگر میں اللہ و رسول کی راہ سے ہٹ گیا تو مجھے سیدھا کر دو"۔

اُمتِ مسلمہ کی یہ تاریخ مسلمانانِ عالم کے سامنے ہے۔ وہ بھولنا بھی چاہیں یا کوئی اُن سے بُھلانا بھی چاہیں تو کہیں نہ کہیں سے وہ چنگاری پھر بھڑک اُٹھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اموی ملوکیت کی خاکستر سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسی چنگاری شعلۂ جوالہ بن کر ابھرے۔ اِسی طرح اسلامی تاریخ میں ہر سو سال کے سرے پر کوئی نہ کوئی ایسی شخصیت اپنی تاریخ کے اُن طاقتور تعلیمات و لمحات کے سبب اُبھر ہی آتی ہے جو لوگوں کو جمہوریت کا اصل چہرہ دکھانے کی کوشش کرتی دکھائی دیتی ہے۔

برطانیہ، فرانس، اٹلی، ہالینڈ، پرتگال اور امریکہ سب نے مل کر اپنے ہاں تو طرزِ حکمرانی کو بادشاہت سے جمہوریت میں بدل دیا لیکن مسلمان ممالک پر قبضہ کر کے وہاں یا تو پٹھو حکومتیں قائم کیں یا بادشاہت کے نظام کو تقویت دی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اِن استعماری قوتوں نے جاتے جاتے بھی مسلمان ممالک میں اپنے ایسے وفادار پٹھوؤں کو پیچھے چھوڑ کر پالا پوسا جو اُنہی کے مفادات کے لئے کام کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مسلمان ممالک کے یہ عناصر اپنے استعماری آقاؤں کی خدمت اور اِس کے صلے میں ملنے والے "تمغوں" کی بدولت ہمیشہ سے ایسی شخصیتوں اور حکومتوں کے خلاف اپنے آقاؤں کے اشاروں پر انارکی و انتشار پھیلانے کے لئے تیار کھڑے ہوتے ہیں جو مسلمان معاشروں میں عوام کے فلاح و بہبود اور دُنیاوی و اخروی مفاد کی خاطر اسلامی فلاحی جمہوری حکومت و معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ بیسویں صدی کی اسلامی ممالک کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں انہی عناصر نے استعمار سے آزادی حاصل کرنے والی شخصیات کے خلاف استعمار سے مل کر سازشیں کیں اور اسلامی جمہوری معاشروں میں اُتھل پتھل برپا کیں۔

ایک طویل جدوجہد اور کشمکش کے بعد خلافت عثمانی مسلمانوں کی یکجہتی اور اتحاد کی علامت تھی۔ لیکن برطانوی استعمار

نے کرنل تھامس ایڈورڈ لارنس کے ذریعے جس طرح عربوں اور ترکوں میں پھوٹ ڈلوائی اگرچہ اس میں خود ترکوں اور عربوں کی کمزوریاں شامل تھیں، خلافت عثمانیہ ختم کر ڈالی، وہ کسی بھی صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے خلاف استعماری سازشیں تب ہی کامیاب ہوئی ہیں جب گھر کا بھیدی ان کے ساتھ ملا ہے۔ یہ استعماری عناصر مختلف قسم کی رشوتوں، عہدوں ومناصب کی لالچ وغیرہ کے لئے اپنے ہی گھر کو پھونک ڈالنے سے باز نہیں آتے، بقول شاعر ؎

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ — خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا — مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلماں نے مجھے

خلافت عثمانی کی زوال کے بعد نصف صدی تک امتِ مسلمہ پر ایسا سکوت وجمود طاری رہا کہ معاشرے کا قیام تو ایک طرف اسلامی معاشروں کی بقاء کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ لیکن الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، خاتم النبیین ؐ کے صدقے اور علمائے حق کے جدوجہد کے نتیجے میں یہ قافلۂ سخت جان سست رفتار ضرور رہا لیکن منزل کی طرف سفر سے رکا نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مغربی استعمار نے خلافت عثمانی کے خاتمے کے بعد ترکی کی سلامتی کے لئے ایک اہم شرط معاہدہ لوزان میں یہ بھی رکھی تھی کہ ترکی (مسلمان امت) دوبارہ کبھی خلافت کے احیاء وقیام کی کوشش نہیں کرے گا ورنہ ہمیں اسے بزور بازو ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ کمال اتاترک نے یہ معاہدہ سائن کر کے مغربی استعمار کو یہ حق دلایا کہ دنیا میں کہیں بھی کوئی اسلامی فلاحی ریاست خواہ جمہوری ہی کیوں نہ ہو، قائم ہو جائے اسے پنپنے کے مواقع نہ دیئے جائیں کیونکہ اس طرح انسانیت کے سامنے ایک ایسا نظام حکومت سامنے آتا ہے۔ جو انسانیت کی جان مال آبرو کی حفاظت کی ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو بنیادی حقوق کے تحفظ کی بھی ضمانت دیتا ہے۔ صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی جمہوری ریاست کا تاباں ومنور چہرہ انسانیت نے اگر دیکھا تو بخدا دنیا اس نام نہاد جمہوریت جس کے پیچھے یہودی سرمایہ اور یہودی ذہن کارفرما ہے، مڑ کر بھی نہیں دیکھے گی۔

آج دُنیا میں خیر وشر کے درمیان ایک کشمکش یہ بھی جاری ہے کہ ایک طرف امتِ مسلمہ میں یہ سعی سعید جاری ہے کہ مسلمان معاشرون میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مقدسہ کے مطابق معاشروں وحکومتوں کی تشکیل ہو جائے اور دوسری طرف استعمار کی یہ سعی مذموم جاری ہے کہ کہیں بھی کوئی ایسی حکومت، خواہ جمہوری ہو، فلاحی ہو، بادشاہی ہو لیکن اگر اسلامی بھی ہو تو قابل قبول نہیں۔

انہی اسباب کی بناء پر الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی انتخابات میں جیت ہو یا ترکی میں طیب اردگان کی حکومت ہو۔ یا مصر میں اخوان کی انتخابات میں ۵۲ فیصد ووٹوں کے حصول اور قومی ریفرنڈم کے ذریعے منظور شدہ آئین ودستور ہو، ان کو منظور نہیں کیونکہ اس طرح دنیا میں مسلمانوں کے بالادست ہونے اور خودداری کی

راہ پر گامزن ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

ملا عمر کی حکومت کو تو ختم کرانا وہ اپنا بنیادی حق سمجھتے تھے کہ وہ بزورِ شمشیر آئے تھے۔ حالانکہ ان کے دورِ حکومت کے یہ دو کارنامے ہی ان کی حکومت کو جواز دینے کے لئے کافی تھے یعنی افغانی معاشرے کو اسلحے اور منشیات سے پاک کرنا اور پورے افغانستان میں امن قائم کرنا لیکن چونکہ ان کی حکومت کے شعائر کے ساتھ اسلام وابستہ تھا۔ لہٰذا ان سارے اچھے کاموں کے باوجود اکیس ہزار پاؤنڈ کے ڈیزی کٹر بموں سے اسے ختم کرنا ان کے نزدیک اکیسویں صدی کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔

محمد مرسی، طیب اردگان، عباس مدنی، اور دیگر اس قسم کے حکومتوں کا شیرازہ بکھیرنا تو وہ مقدس فرض سمجھتے ہیں، ان کو مسلمانوں کے ہاں ایسی حکومتیں برداشت نہیں جو صرف دنیاوی لحاظ سے قومی خودمختاری یا خودداری کی بات کریں۔ شاہ فیصل شہید، سوئیکارنو، ذوالفقار علی بھٹو، بن بیلا وغیرہ کے ہاں تو اسلامی حکومت نہ تھی۔ لیکن استعمار کے سامنے سر نہ جھکانے کی وجہ سے ان کو سزا ملی۔ اس قسم کی سزا وتادیب کا مسئلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک مسلمان معاشرے کے اندر سے میر جعفر وصادق وغیرہ کو ختم نہیں کیا جائے گا۔

مصر میں اخوان المسلمون نے بیسویں صدی میں مسلسل ساٹھ ستر برسوں تک عظیم قربانیوں کی داستان رقم کی ہے۔ اس عظیم تحریک نے اپنے بانی سید حسن البناء، سید قطب، عبد القادر عودہ رحمہم اللہ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات کی قربانیاں دی ہیں۔ لہٰذا یہ چراغاں جاری رہے گا۔ بقول اقبالؒ ؎

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

طیب اردوان کے خلاف تقسیم سکوائر میں استعمار کے کوچہ گرد ہوں یا تحریر اسکوائر میں کسی استعمار کے پٹھو اور لبرلزم اور سکولرازم کے نام پر انتشار پھیلانے والے ایک نہ ایک دن قافلۂ حق کے سامنے سرنگوں ہو کر رہیں گے۔ لہٰذا قافلۂ عزیمت کے سالار اور ارکان کو پست ہمت ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس ایمان مضبوط بنانے اور رکھنے کی ضرورت ہے۔ ''پس ہمت نہ ہوں، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر مؤمن رہو گے''۔

اسلام کے جہدِ مسلسل میں قربانیاں دینا اور ناقابلِ برداشت اذیتیں سہنا اِس قافلے کی قدیم ریت ہے لیکن یہ قافلہ منزل کی سمت رواں دواں رہے گا۔ ؎

اگر عثمانیوں (مسلمانوں) پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اب اِن حالات میں کہ استعمار طاقتور ہونے کی بناء پر خونخوار بھی ہے اور اُسے مسلمانوں کے ہاں دیہاڑی پر کام کرنے والے بھی دستیاب ہیں، اسلامی قافلوں کے سالاروں کو بہت گہرے غور وفکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔ اسلامی تحریک کے رہنماؤں کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ترجیحات کا تعین کرنا بھی ضروری ہوگا۔ رہنما کا ایک اہم

فریضہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے مخلص کارکناں کو ناگزیر حالات کے لئے محفوظ اور تازہ دم رکھنے کی سبیل بھی کرے۔

میری ناقص رائے میں محمد مرسی صاحب کے اخلاص میں کوئی کمی نہیں تھی لیکن صرف اکیاون یا باون فیصد ووٹوں کے ساتھ اُنچاس فیصد سیکولر رلبرل مخالف عناصر وہ بھی ارضِ فراعنہ کے باسیوں سے بے غم سا ہو کر آگے بڑھنا کچھ زیادہ بصیرت افروز نہ تھا۔

ارضِ مصر جہاں تاریخ میں ہمیشہ فرعون جیسی استبدادی و استعماری حکومتیں رہی ہیں، اچانک جمہوریت اور وہ بھی اسلامی جمہوریت کا آنا، استعمار اور اُن کے پٹھوؤں کو ٹھنڈے پیٹوں کیسے اتنی آسانی کے ساتھ ہضم ہو سکتا تھا۔

عزیمت کی رو سے محمد مرسی نے کمال کر کے دکھایا لیکن تدبر، حکمت، اور عالمی حالات کے پیش نظر شاید ترجیحات میں کمی بیشی بھی اِن حالات کا پیش خیمہ ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ امت مسلمہ اور قافلۂ سخت جاں پر رحمت فرمائے۔ آمین

(بقیہ صفحہ ۱۹ سے) عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

کا مطالعہ ضروری ہے۔ اور کہا کہ جس نے غور و فکر کے ساتھ تفسیر کشاف اور ابن کثیر مطالعہ کیا تو وہ سب سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہوگا۔ یہ مجلس انتہائی مفید اور علمی لطائف سے لبریز تھی۔ ظہر کے بعد زیارت کے قریب موضع ''میلہ'' بھی جانا ہوا۔

والد ماجد کا نظام العلماء کے اجلاس کے لئے سفر لاہور:

۲۲رجون: والد ماجد آج مولانا احمد علی لاہوری مدظلہ اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی دعوت پر لاہور تشریف لے گئے جہاں وہ نظام العلماء کے مجلس شوریٰ میں شرکت کریں گے۔

۲۳رجون: برادرم مولانا حبیب اللہ کی شادی خانہ آبادی پر مبارکباد دینے کے لئے موضع تنگی چارسدہ جانا ہوا۔ موصوف کی شادی شوال میں ہوئی۔

اخبار بانگ حرم میں اجمل خٹک اور پروفیسر محمد سرور سے ملاقات:

۲۴رجون: تنگی سے براستہ پشاور واپسی کی۔ پشاور میں روزنامہ ''بانگِ حرم'' کے دفتر میں اجمل خٹک سے ملا اور وہیں پروفیسر محمد سرور سندھی مدیر روزنامہ سے بھی ملاقات رہی۔ تقریباً دو گھنٹوں تک مختلف امور پر بحث و گفتگو ہوئی۔ موصوف علماء کے افتراق اور بدنظمی پر نہایت متاسف تھے۔ انکا خیال ہے کہ علماء عصری ضروریات سے بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ جس کا ان کو احساس تک نہیں۔ ظہر کے بعد واپسی ہوئی۔

مولانا سید عنایت اللہ ندوی

شام کی تازہ صورتحال

عرب بہاریہ کا پانچواں پڑاؤ شام ہے جہاں لیبیا پر ناٹو کے فضائی حملوں کے شروع ہونے کے دوسرے دن ۲۱/ مارچ ۲۰۱۱ء سے حکومت مخالف مظاہرے شروع ہوئے۔ مظاہرے شروع ہوتے ہی پرامن مظاہرین پر بشار الاسد کی فوج نے فائرنگ شروع کردی' اور پہلے ہی دن سے ہلاکتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا' صرف دس دن کے اندر ۳۱/ مارچ تک ۷۵ مظاہرین' فوج کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ بشار نے چاہا تھا کہ شروع ہی میں تشدد کے ذریعہ مظاہروں کو روک دیا جائے گا لیکن مظاہروں کا سلسلہ تھمنے کے بجائے مزید بڑھتا اور پھیلتا گیا' پورے ملک کے گوشہ گوشہ میں حکومت کے خلاف مظاہرے ہونے لگے' ایک مہینے تک تو صرف مظاہرین حکومتی افواج کی گولیوں کا شکار ہوکر مرتے ہی رہے' اس کے بعد مظاہرین اور مسلح افواج کے درمیان تصادم اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ۲۴ اپریل تک مظاہروں کے دوران مرنے والوں کی تعداد ۳۰۰ تک پہنچ گئی۔ ۲۵ اپریل کو شام کے جنوبی شہر حورعا میں مخالفین کو کچلنے کے لئے بشار نے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ سینکڑوں فوجی دستوں کو داخل کردیا' ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کی گولہ باریوں سے ہلاکتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوگیا۔ ۱۰ مئی کو شام کے تمام شہروں میں مظاہروں کو روکنے کیلئے بشار نے ٹینک تعینات کردیئے اور ۸۰ ہزار سے زائد مظاہرین کو گرفتار کرکے لاپتہ کردیا جب کہ فوجیوں کی گولہ باری سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد صرف دو مہینوں کے دوران ۱۰۰۰ ہزار تک پہنچ گئی۔

۷/ جون کو پہلی مرتبہ انقلابیوں نے جسرالشعود نامی شہر پر اپنا کنٹرول قائم کرکے ایک بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ ادھر بشار کی افواج کی گولہ باری سے تنگ آکر شام کے سنی مسلمانوں نے سرحد عبور کرکے ترکی میں پناہ لینی شروع کردی' ۱۲ جون تک پناہ گزینوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ بشار رجیم نے مظالم کی انتہا کردی' اس کی افواج نے تمام شہروں' قصبوں اور دیہاتوں میں ٹینک کو داخل کرکے اندھادھند فائرنگ کرنا' گھروں کو مسمار کرنا' اور فصلوں کی تباہ کرنا شروع کردیا۔ ۸/ اگست کو خلیج تعاون کونسل نے شامی حکومت کو شہریوں پر مظالم ڈھانے اور انہیں اندھادھند فائرنگ کے ذریعہ ہلاک کرنے پر سخت وارننگ دی' تمام خلیجی ممالک نے اپنے سفیروں کو شام سے واپس بلالیا۔ ۲۰ ستمبر تک گزشتہ چھ ماہ کے دوران شامی افواج کی گولہ باری سے مرنے والوں کی تعداد ۲۷۰۰ تک پہنچ گئی۔

۱۶ نومبر شام کے بہت سے فوجی بشار سے بغاوت کرکے انقلابیوں کے ساتھ مل گئے۔ شام کے نائب صدر بشار کے چچازاد بھائی نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرکے انقلابیوں کے ساتھ شمولیت اختیار کرلی۔ ۱۷ نومبر کو اسرائیل کے وزیر دفاع نے شام کے بشار الاسد کی حکومت کے ممکنہ خاتمہ کو اسرائیل کے لئے سنگین قرار دیا۔ ۲۰ نومبر تک ۹

مہینے کے دوران بشار کی افواج کی گولہ باری سے مرنے والوں کی تعداد ساڑھے تین ہزار تک پہنچ گئی۔ ۲۳/نومبر کو اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کمیٹی نے شام میں جمہوریت کا مطالبہ کرنے والے عوام کو ریاستی تشدد کا نشانہ بنانے پر ڈکٹیٹر بشار اور اس کی حکومت کے خلاف مذمتی قرارداد منظور کی۔ ۲۶/نومبر کو شام کے فوجی اہلکاروں کی بڑی تعداد منحرف ہوکر انقلابیوں کے ساتھ شامل ہوگئی' ۲/دسمبر کی رپورٹ کے مطابق روس نے شام کو ۷۰ بحری جہاز شکن میزائل فراہم کئے۔ ۸/جنوری ۲۰۱۲ء کو ایک کرنل سمیت ۵۰/فوجی انقلابیوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ۱۵/جنوری کو شام کے منحرف فوجیوں نے ترکی میں بریگیڈیئر مصطفیٰ احمد شیخ کی سربراہی میں سپریم فوجی کونسل کے قیام کا اعلان کیا۔ ۲۴/جنوری کو عرب لیگ نے شام کی رکنیت ختم کردی۔ ۲۵ جنوری ۲۰۱۲ء تک دس ماہ کے دوران بشار کی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۵ ہزار سے تجاوز کرگئی۔ ۴/فروری کو ایک ہی دن میں شامی افواج نے توپ خانہ اور بھاری ہتھیاروں سے مارٹر حملوں کے ذریعہ ۳۳۴/شہریوں کو شہید کردیا۔ ۵/فروری کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں شام کی بشار حکومت کے خلاف قرارداد روس اور چین کی مخالفت کی وجہ سے پاس نہیں ہوسکی' اس کے بعد سے بشار نے شہریوں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کرنا شروع کردیا۔ اس لئے کہ روس اور چین نے گویا اس کو شاباشی دے دی کہ تو بہت اچھا کام کررہا ہے: مزید اس کام کو بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھاتا کہ پورے شام کی آبادی ختم ہوجائے سوائے نصیری' دروزی اور عیسائی فرقوں کے جو تیرے حامی ہیں جو پورے شام میں بیس فیصدی سے بھی کم ہیں۔ اس طرح بشار کا حوصلہ خوب بڑھ گیا اور ایک مہینے کے دوران توپ خانوں' ٹینکوں اور طیاروں کے ذریعہ اس کی افواج نے شہریوں پر اندھادھند گولہ باری کرکے ۱۵۰۰/افراد کو شہید کردیا۔ ۲۶ فروری تک حکومتی افواج کی گولہ باریوں سے شہید ہونے والوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار سے تجاوز کرگئی۔

یکم اپریل کو ترکی کے شہر استنبول میں بشار الاسد حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لئے عرب لیگ اور یورپ کے ۷۰/ممالک کے سربراہان جمع ہوئے ۱۱/جون کو شام کی سرکاری افواج کا میزائل یونٹ بغاوت کرکے انقلابیوں کیساتھ شامل ہوگیا۔ ۲۲/جون کو شام نے ترکی کا ایک فوجی طیارہ بحیرۂ ابیض متوسط میں دوران پرواز مارگرایا۔ ۱۳/جولائی کو بشار کی افواج نے ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں کے ذریعہ حملہ کرکے ایک گاؤں کو تہس نہس کرکے ایک ہی دن میں ۲۵۰/سے زائد شہریوں کو شہید کردیا۔ پھر ۱۹/جولائی کو راجدھانی دمشق میں جنازے کے ایک جلوس پر فوج کی فائرنگ سے ایک ہی دن میں ۱۰۰ لوگ شہید ہوگئے۔ ۲۹/جولائی کو حلب شہر کے نصف حصہ پر انقلابیوں کا قبضہ ہوگیا۔ ۳۰/جولائی کو بشار کی افواج نے ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں سے گولہ باری کرکے ایک ہی دن میں ۱۵۰/شہری ظالم بشار کی افواج کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ ۵/اگست کو انقلابیوں نے ایران سے بشار کی مدد کو آرہے' ۴۸/ پاسداران انقلاب کو پکڑ لیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایران جو اپنے کو اسلامی جمہوریہ کہتا ہے اس کا دعویٰ کس قدر جھوٹا ہے کہ ایک انتہائی ظالم خونخوار کمیونسٹ حکمراں کی مدد کرنے کے لئے ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ افراد کو بھیج رہا ہے۔ ۱۴/اگست کو شام کے سابق وزیر اعظم ریاض حجاب نے انقلابیوں کے ساتھ شمولیت اختیار کرلی' ان کے

بیان کے مطابق مارچ ۲۰۱۱ء سے اگست ۲۰۱۲ء تک شام میں ۲۰ ہزار سے زیادہ لوگ ہلاک ہو چکے۔ ۱۵راگست کو او آئی سی کے ممبر ملکوں نے بھاری اکثریت کے ساتھ شام کو تنظیم سے خارج کردیا۔ ۲۱راگست کو بشار کی افواج نے جنگی جہازوں سے بمباری کرکے شام کے مختلف علاقوں میں ایک ہی دن میں ۱۲۲ لوگوں کو ہلاک کردیا۔ ۲۲راگست کو انقلابیوں نے ایک اہم پیش قدمی کرتے ہوئے عراقی سرحدی علاقہ کے اہم سیکورٹی کمپلیکس پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ ادھر بشار سے منحرف ہوکر ۲ ربریگیڈیر ۴۰ کرنل اور کئی دیگر فوجی افسران انقلابیوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ۲۵راگست کو شامی فوج کے ڈویژن کمانڈر جنرل موسیٰ الخیرات بشار سے منحرف ہوکر اردن پہنچ گئے۔ ۲۶راگست کو دمشق کے قریبی شہر دراہا میں بشار کی افواج نے قتل عام کرتے ہوئے صرف ایک دن میں ۳۲۰ لوگوں کو شہید کردیا' پھر ۳۰ اگست کو فوج کی گولہ باری سے ۲۴۲ رشہری شہید ہوگئے۔ ۳۱راگست کو انقلابیوں نے ایک اہم کامیابی حاصل کرتے ہوئے بشار کی افواج کے پانچ ہیلی کاپٹر اور ۶ رجنگی طیارے تباہ کردیئے۔ ۳رستمبر کو شام کے طول وعرض میں بشار کی افواج کی گولہ باری اور فضائی بمباری سے ۱۴۴ افراد شہید ہوگئے۔ ۲۵رستمبر کو دمشق میں واقع شامی انٹیلی جنس کے دفتر میں دھماکے ہوئے جس میں ایک میجر جنرل اور دو کرنل سمیت متعدد سرکاری فوجی ارکان ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح ایک اسکول کو بھی دو بموں سے نشانہ بنایا گیا جہاں فوجیوں کا ایک اجلاس چل رہا تھا جس سے درجنوں فوجی ہلاک ہوگئے۔ ۴ راکتوبر کو ترکی اور شام کے درمیان حالات کشیدہ ہوگئے' شامی فوج نے ترکی کے علاقہ آقا قلعے پر چار مارٹر گولے داغے جس سے پانچ ترکی شہری ہلاک ہوگئے۔ اس کے جواب میں ترکی کی فوج نے انہی اہداف پر فضائی بمباری کی جہاں سے گولے داغے گئے تھے اس سے ۷ رشامی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ۶ راکتوبر کو لبنانی حزب اللہ گروپ کے ۵۷ رجنگجو بشار کی حمایت میں انقلابیوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔

۳ راکتوبر کو انقلابیوں نے ایک اہم پیش رفت کرتے ہوئے حلب شہر کے قریب ایک ہوائی اڈے پر قبضہ کرلیا۔ ۱۴ راکتوبر تک اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق شام کے بحران میں مرنے والوں کی تعداد ۳۳ رہزار تک پہنچ گئی۔ ۱۲ رنومبر کو امام احمد معاذ شامی حزب اختلاف وانقلاب کے سربراہ منتخب ہوگئے۔ ۱۸ رنومبر کو انقلابیوں نے حمدان ہوائی اڈہ پر قبضہ ہوگیا۔ ۱۲ ردسمبر کو ایک ہی دن میں بم دھماکوں اور جھڑپوں میں ۲۰۰ رافراد کی موت ہوگئی۔ ۱۳ ردسمبر کو سعودی عرب نے شامی انقلابیوں کے لئے دس کروڑ ڈالرز کی امداد کا اعلان کی۔ ۲۲ ردسمبر کو انقلابیوں نے بشار کی فوج کے سیون بریگیڈ کو دھماکہ سے اڑادیا۔ جس سے بہت سارے فوجی ہلاک ہوگئے۔ پھر اسی دن ۲۰۰ رفوجیوں نے انقلابیوں کے ساتھ شمولیت اختیار کرلی۔ ۲۴ ردسمبر کو بشار کی فوج کے فضائی حملے میں ۳۰۰ رسے زائد شہری شہید ہوگئے۔ ۲۶ ردسمبر تک انقلابیوں کا حلب سمیت کئی شہروں پر قبضہ مستحکم ہوگیا' اسی دن شام کی ملٹری پولیس کے سربراہ عبدالعزیز السلال ملک سے فرار ہوکر ترکی پہنچ گئے اور اپنی بغاوت کا اعلان کردیا۔

۳ رجنوری ۲۰۱۳ء تک اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق شام میں مرنے والوں کی تعداد ۶۰ ہزار تک پہنچ گئی اور بشار کی افواج کے مظالم سے تنگ آکر خیموں میں رہنے والوں کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ گئی۔ ۱۲ رجنوری

کو انقلابیوں نے اہم پیش قدمی کرتے ہوئے شمالی فوجی اڈے تفتاناز پر قبضہ کرلیا۔ ۳۰ ر کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا۔ ۱۷ رفروری کو اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کی ہائی کمیشن نوی پلئی نے شام کے خونخوار بھیڑیئے بشار کے خلاف جنگی جرائم کا مقدمہ چلانے کی سفارش کی۔ ۱۸ رفروری کو انقلابیوں نے بشار کا ایک فوجی طیارہ مار گرایا' ۲۵ رفروری کو انقلابیوں کا الکبر جوہری تنصیب کی جگہ پر قبضہ ہو گیا جہاں سے بشار کی افواج انقلابیوں پر میزائل داغتی تھی۔ ۵/ مارچ کا الرقہ شہر پر انقلابیوں نے قبضہ کرلیا۔ ۱۷/ مارچ کو شامی فوج کی لاجسٹک سیل کے سربراہ میجر جنرل نور عزالدین خلوف اور ان کے بیٹے فضائیہ کے خفیہ سیل کے کیپٹن عزالدین خلوف نے انقلابیوں کی صفوں میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹/ مارچ کو انقلابیوں نے محمد غسان کو شام کو عبوری وزیر اعظم منتخب کرلیا۔ ۲۲/ مارچ کو ایک مسجد کے اندر ہوئے خودکش بم دھماکوں میں شام کے ایک مشہور عالم دین شیخ سعید رمضان البوطی سمیت ۴۲/ افراد شہید ہو گئے ،اس اندوہناک واقعہ کی انقلابیوں نے سخت الفاظ میں مذمت کی اور اس سے اپنی مکمل برأت و بے تعلقی کا اظہار کیا، اگر چہ کہ شیخ البوطی وہ تنہا شامی عالم تھے جو موجودہ حالات میں بھی بشار حکومت کی تائید کرتے تھے۔ اب ان کے قتل کے پیچھے کونسے عناصر کارفرما ہیں یہ ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ ۲۴/ مارچ کو انقلابیوں نے ایک اہم پیش رفت کرتے ہوئے جنوبی فضائی اڈے پر قبضہ کرلیا، جس سے دمشق تک رسائی حاصل کرنے میں سہولت ہو گی۔ ۲۵/ مارچ کو قومی اتحاد و انقلاب کے سربراہ امام معاذ الخطیب نے استعفیٰ دے دیا، لیکن انقلابیوں نے ان کا استعفیٰ دے دیا، انہوں نے استعفیٰ کیوں دیا اس کی وجہ بھی معلوم نہیں ہو سکی۔

حکومت کے خلاف مظاہروں کی شروعات کو دو سال مکمل ہو چکے، اس دوران اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق مرنے والوں کی تعداد ۹۰/ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ۸۰/ ہزار افراد جنہیں بشار کی افواج نے گرفتار کرلیا تھا ان کا کیا حال ہوا کچھ پتہ نہیں؟ غالب گمان یہی ہے کہ انہیں بھی اذیت دے کر قتل کر دیا گیا ہوگا، اس طرح دو لاکھ کے قریب افراد دو سال کے دوران اپنی جانیں کھو چکے ہیں۔ ۱۰/ لاکھ سے زیادہ افراد اپنے گھروں کو چھوڑ کر خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ ان میں سے بہت بڑی تعداد وطن چھوڑ کر ترکی، اردن اور لبنان کے مہاجر کیمپوں میں رہ رہی ہے۔ اتنی زبردست ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کے باوجود اب تک نہ بشار گدی چھوڑ رہا ہے اور نہ اس کی حکومت کا خاتمہ ہوا، البتہ اتنی بات ہے کہ اسکی طاقت ٹوٹتی جارہی ہے، اسکے ساتھی مسلسل اس سے الگ ہوتے جار ہے ہیں، انقلابی آہستہ آہستہ اپنے قدم آگے بڑھاتے جارہے ہیں، اب ان شاء اللہ وہ دن قریب ہے کہ اسکا بھی وہی حشر ہوگا جو کچھ دنوں قبل معمر قذافی کا ہو چکا ہے، اللہ کی پکڑ اس پر آنی ہے وہ آکر رہے گی، ظلم کی ٹہنی سدا پھلتی نہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں ہے، دیر سویر اس ظالم آمر کمیونسٹ حکمراں کا خاتمہ ہونا ہی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ تیونس، مصر، لیبیا اور یمن میں تو وہاں کے آمروں کی رخصتی میں اتنی تاخیر نہیں ہوئی جتنی تاخیر شام میں ہو رہی ہے اور ہلاکتیں بھی کہیں اتنی زیادہ نہیں ہوئیں جتنی وہاں ہو رہی

ہیں؟ اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، اس وقت سے پہلے نہ تو وہ کام انجام پا سکتا ہے اور نہ وقت کے آنے پر وہ کام ٹل سکتا ہے، اسی طرح بشار کی حکومت کے خاتمہ کا بھی ایک وقت ہے جو اللہ کو معلوم ہے، اس وقت کے آنے کے بعد پھر کوئی طاقت اسے بچا نہیں سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے ظاہری اسباب بھی ہیں جن کی وجہ سے بشار کی حکومت اب تک ٹکی ہوئی ہے۔

ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ ان دیگر حکمرانوں کے اقتدار کو بچانے کے لئے بیرونی دنیا کے ممالک میں سے کوئی ملک آگے نہیں آیا جب کہ بشار کی حکومت کو بچانے کے لئے دنیا کے پانچ چھ ممالک سینہ ٹھونک کر میدان میں آگئے اور مظاہروں کے شروع ہونے کے دن سے لگاتار ہر محاذ پر بشار حکومت کی تائید وحمایت اور ہر طرح سے اس کا تعاون کرتے آرہے ہیں تاکہ انقلابیوں کے مقابلہ میں اس کا حوصلہ بلند رہے اور انہیں انتہائی بے رحمی سے کچل ڈالنے میں ذرہ بھی پیچھے نہ ہٹے، ان ممالک میں سرفہرست اسرائیل ہے، کیونکہ اسرائیل کے حکمراں اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ شام میں بشار الاسد کی موجودگی ان کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے، اس لیے کہ بشار سے انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے، بلکہ بشار کے باپ حافظ الاسد نے گولانا کی پہاڑی کو بطور ہدیہ کے اسرائیل کو دے کر اسرائیلی حکمرانوں سے ایسی خفیہ ساز باز کر لی ہے اور یہ باور کرا دیا ہے کہ ہماری طرف سے اسرائیل کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا، اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ شام کے سنی عوام سے یا اخوانی قائدین سے ہے جو اسرائیل کے وجود کو کبھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اگر بشار کی حکومت ختم ہوئی تو لامحالہ قیادت سنیوں کے ہاتھ میں آئے گی، اور ان میں پیش پیش اخوانی ہی ہیں جو برسر اقتدار آجائیں گے، اس لئے اسرائیل اس کی پرزور کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح یہ انقلاب ناکامی کا شکار ہو جائے اور بشار حکومت کو پہلے سے زیادہ استحکام حاصل ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی وزیر خارجہ اور وزیر دفاع کا باقاعدہ بیان ۱۷/ نومبر ۲۰۱۱ء کو ساری دنیا کے سامنے اخباروں میں آیا جس میں بشار حکومت کے ممکنہ خاتمہ کو اسرائیل کے لئے سنگین خطرہ قرار دیا گیا، پھر اس کے بعد اس کی سرگرمیاں بین الاقوامی پیمانہ پر بشار کی حمایت اور انقلابیوں کی مخالفت میں جاری ہوگئیں۔ امریکہ اور یورپ کے وہ ممالک جو شام میں لیبیا جیسی فوجی کارروائی کے حق میں تھے۔ انہیں اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے اس نے ایک مہم چھیڑ دی۔ یہودی میڈیا کے ذریعہ بار بار یہ تشہیر کی گئی کہ انقلابیوں کے ساتھ القاعدہ کے جنگجو بڑی تعداد میں شامل ہو گئے ہیں۔ انقلابیوں کو جب بھی کوئی کامیابی ملتی یہودی میڈیا سے دنیا کو یہ پیغام ملتا کہ القاعدہ کے لوگ جو انقلابیوں کی صفوں میں داخل ہو گئے ہیں، انہوں نے ہی یہ کامیابی حاصل کی ہے۔

اس طرح بار بار یہودی میڈیا سے یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ اگر انقلابیوں کو بھاری اور مہلک ہتھیار مہیا کرائے گئے تو یہ القاعدہ کے ہاتھ لگ جائیں گے اور القاعدہ پوری دنیا کے لئے خطرہ بن جائے گی، اسی لئے انقلابیوں تک ایسے بھاری، جدید اور مہلک اسلحے بالکل نہیں پہنچ پا رہے ہیں جن سے وہ بشار کی افواج کا مقابلہ کرسکیں

جو انتہائی جدید بھاری اور مہلک ترین اسلحوں سے لیس ہیں۔ انقلابی قائدین دنیا کے ملکوں سے اور خاص کر کے اپنے ان پڑوسی عرب ممالک سے بھی بار بار یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ انہیں ایسے اسلحے دیئے جائیں جن سے وہ بشار کی افواج کا مقابلہ کر سکیں، کوئی ملک انہیں ایسے اسلحے مہیا نہیں کرتا، اور مہیا نہ کرنے میں یہودی میڈیا کی کارستانی صاف طور پر دکھائی دیتی ہے، انقلابی مجاہدین ہلکے ہتھیاروں سے اور فوجیوں نے چھینے گئے اسلحوں سے جو کچھ بھی کامیابی حاصل کر رہے ہیں وہ بہت زیادہ ہے، اب ۲۷/ مارچ کو منعقد ہونے والے عرب لیگ کے سربراہی اجلاس میں یہ فیصلہ لیا گیا ہے کہ اردن، سعودی عرب، قطر اور ترکی کی طرف سے جدید قسم کے بھاری اور مہلک اسلحے انقلابیوں کو مہیا کروائے جائیں گے، اگر اس پر عملدرآمد ہو گیا تو بہت تیزی کیساتھ بشار کی فوجی طاقت کو پسپا کیا جاسکے گا۔ دوسرا ملک جو بشار کی زبردست پشت پناہی کر رہا ہے وہ ہے ایران، ایران کی سرحد شام سے اگر چہ ملی ہوئی نہیں ہے پھر بھی فضائی راستہ سے اور عراق کے زمینی راستہ سے فوجیوں اور اسلحوں کے ذریعہ وہ بشار کی بھرپور مدد کر رہا ہے، ابھی کچھ دن قبل ۴۸/ پاسدران انقلاب کو جو دراصل ایران کے فوجی ہیں شام کے انقلابیوں نے پکڑا تھا جو بشار کی افواج کیساتھ مل کر لڑنے کیلئے شام آئے تھے۔ ایران کی شیعی مذہبی حکومت ایک ظالم کیمونسٹ حکومت کی پشت پناہی محض اس لیے کر رہی ہے کہ اس حکومت کے ختم ہونے کے بعد سنیوں کی حکومت کا قائم ہونا یقینی ہے جو انہیں قطعاً ناگوار ہے۔ جب کہ موجودہ حکمراں طبقہ نصیری فرقہ سے تعلق رکھتا ہے جو شیعوں کی ایک شاخ ہے اسی وجہ سے عراق کی موجودہ شیعی حکومت اور لبنان کی شیعی جماعت حزب اللہ کھل کر بشار کی حکومت کی تائید اور حمایت کرتی ہے۔ ۱۰/ اکتوبر کی رپورٹ ہے کہ ۷۵/ جنگجو جن کا تعلق مبینہ طور پر حزب اللہ سے تھا بشار کی حمایت میں انقلابیوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے اس سے حزب اللہ کے جنگ میں ملوث ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

ان پڑوسی ملکوں کے علاوہ دنیا کی دو سپر پاور روس اور چین بشار کی پشت پناہی میں پیش پیش ہیں، ان دونوں کی پشت پناہی کی وجہ سے ہی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بشار حکومت کے خلاف ایک معمولی سی مذمتی قرارداد بھی منظور نہیں ہو سکی کیونکہ ان دونوں ملکوں نے جنہیں ویٹو کا حق حاصل ہے قرارداد کے خلاف اپنے ویٹو کا استعمال کر دیا۔ ہر بین الاقوامی فورم میں یہ دونوں کھل کر بشار کی حمایت کرتے ہیں، روس کے فوجی ماہرین تک وہاں موجود ہیں اور روسی اسلحے مسلسل اب تک بھی سمندری اور فضائی راستوں سے وہاں پہنچ رہے ہیں، یہ دونوں ممالک کسی قیمت پر وہاں انقلاب کی کامیابی اور بشار حکومت کا خاتمہ کو دیکھنا پسند نہیں کرتے، روس سے تو سوویت یونین کے دور سے جب کہ وہاں کیمونزم قائم تھا بشار کے باپ حافظ الاسد کے انتہائی گہرے تعلقات قائم ہو گئے تھے، کیونکہ حافظ الاسد عرب دنیا کیمونزم کا زبردست علمبردار بن کر ابھرا تھا، اسی وقت سے ہی حافظ الاسد نے اپنا قبلہ ماسکو کو بنا لیا تھا اور اپنی ساری دفاعی ضروریات وہیں سے پوری کرتا تھا، سوویت یونین کے کیمونسٹ حکمراں بھی عالم عرب میں کیمونزم کی نشر و اشاعت کیلئے حافظ الاسد کو اپنا نمائندہ سمجھتے تھے، سوویت یونین نے مشرق وسطیٰ اور عالم عرب پر اپنا کنٹرول قائم

کرنے کیلئے شام کی سمندری ساحل پر بحری اڈا بھی قائم کر رکھا تھا جو آج تک برقرار ہے، سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد روس نے تو کیمونزم سے توبہ کر لی لیکن حافظ الاسد اینڈ کمپنی نے کیمونزم کو بھی گلے سے لگائے رکھا اور روس سے دوستی بھی برقرار رکھی، اسی قدیم دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے روس آنکھ بند کر کے بشار الاسد کی حمایت اور پشت پناہی جاری رکھے ہوئے ہے۔ چین تو بہر حال بشار کو کیمونسٹ بھائی ہے، اور " انصر اخاك ظالماً او مظلوماً" (اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم) اس عربی محاورہ کے جاہلی مفہوم پر سو فیصد عامل ہے۔

یہ تو بیرونی اور بین الاقوامی اسباب ہیں جن کی وجہ سے بظاہر بشار کی حکومت ٹکی ہوئی ہے۔ اور اندرونی اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ شام میں اتنے مختلف قسم کے فرقے اور طبقے پائے جاتے ہیں جو ان ملکوں میں نہیں ہیں جہاں انقلابات کامیاب ہو گئے، سب سے بڑا طبقہ سنی عربوں کا ہے جن کی آبادی ۷۰ فیصد ہے، سنی کردوں کی آبادی ۱۰/ فیصد ہے، عیسائیوں کی آبادی بھی ۱۰/ فیصد، نصیری شیعہ ۵/ فیصد، دروزی شیعہ ۵/ فیصد۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب خلافت عثمانیہ شکست سے دوچار ہوئی تو شام پر فرانس سے قبضہ کر لیا، فرانس کا قبضہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۴ء تک ۲۴/ سال رہا، اس دوران فرانس کے حکمرانوں نے نصیری، دروزی اور عیسائی فرقوں کو تعلیم، سیاست اور حکومت کے تمام شعبوں میں ترقی دے کر کافی آگے بڑھایا اور اس قابل کر دیا کہ وہی شعبوں میں حاوی ہو جائیں، پھر ملک سے جاتے وقت سارا کنٹرول انہیں کے ہاتھ میں دے کر وہ رخصت ہو گئے۔ بشار اور اس کا پورا خاندان نصیری شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور شام کی پوری سیاست، فوج اور انتظامیہ میں انہی تینوں فرقوں کا دبدبہ ہے، سنی جن کی آبادی ملک میں ۸۰ فیصد سے زائد ہے انہیں فرانس والوں نے پوری طرح کچل کر حاشیہ پر لگا دیا تھا، پھر ۵۰/ سال سے جب سے حافظ الاسد کا اقتدار قائم ہوا، سنیوں پر ایسے بے پناہ مظالم کئے گئے کہ وہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہے، ادھر نصیری، دروزی اور عیسائی ان تینوں فرقوں نے اپنے درمیان اتحاد اتنا مضبوط کر لیا اور حکومت پر اپنی گرفت اتنی مضبوط کر لی کہ آسانی سے اسے ہلایا نہیں جا سکتا۔ ابھی صورت حال وہی ہے کہ شام کے سارے فوجی انہیں تینوں فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں، سیاست اور انتظامیہ کے تمام شعبوں میں وہی لوگ پوری طرح سے حاوی ہیں، ان کے دلوں میں سنیوں کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ فوجی نہتے مظاہرین پر بے دریغ گولیاں چلانے اور گولہ باری کرنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے، فوجیوں میں حکومت کے خلاف ویسی عمومی بغاوت کا رجحان دکھائی نہیں دیتا جس طرح دیگر ملکوں میں سامنے آیا تھا جہاں فوجیوں نے عوام پر گولیاں برسانے سے صاف انکار کر دیا تھا، اس سے یہ بات صاف سمجھ میں آ رہی ہے کہ فوجی الگ طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور عوام کا تعلق الگ طبقہ اور فرقہ سے ہے۔

بہر حال یہ وہ بظاہر خارجی و داخلی اسباب ہیں جن کی بناء پر بشار کی حکومت ٹکی ہوئی ہے ورنہ شام کے طول و عرض میں اٹھنے والے عوامی انقلابی ریلے میں بشار کی حکومت کب کی بہہ چکی ہوتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سخت جان بشار کو کب تک اس ریلے کا مقابلہ کر کے کتنے انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنے کا موقع ملے گا، یہ تو آنے والا وقت

ہی بتائے گا، البتہ ان خونریزیوں اور سفاکیوں سے بشار نے بھی قذافی کی ڈگر پر چلتے ہوئے اپنا نام تاریخ کے ان ظالم حکمرانوں میں درج کروالیا جو انسانوں کی لاشوں پر اپنی حکومت وسلطنت کی بساط بچھائے رکھنا چاہتے ہیں۔

شام جسے دنیا کے نقشہ میں سیریا کے نام سے جانا جاتا ہے، ۱/لاکھ ۸۵/ ہزار مربع کلومیٹر کے رقبہ والا چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی ۲/کروڑ، ۳۲/لاکھ کے قریب ہے، دراصل شام کے نام سے اب دنیا کے نقشہ میں کوئی ملک نہیں ہے، قدیم زمانہ میں جسے ملک شام کہا جاتا تھا اب وہ پانچ ملکوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔(۱) سیریا، (۲) اردن، (۳) لبنان، (۴) اسرائیل، (۵) فلسطین۔لیکن ہماری اردو زبان میں سیریا ہی کو شام کہا جاتا ہے، کیوں کہ شام کی قدیم راجدھانی دمشق سیریا میں ہے، بہرحال ہم بھی اسے شام ہی کہیں گے، شام ایک زرخیز سرسبز وشاداب زراعتی ملک ہے، معدنیات میں سے صرف تیل یہاں سے نکلتا ہے۔ اقتصادی اعتبار سے یہ اوسط درجہ کا ملک ہے، البتہ تاریخی اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے ۶۳۷ء میں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور حضرت خالدؓ بن ولید نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں پورے ملک شام کو فتح کر کے اسلامی قلمرو میں شامل کر دیا۔ پھر اس کے تمام علاقوں میں تیزی سے اسلام پھیل گیا ۶۶۲ء میں جب خلافت بنی امیہ نے شام کے شہر دمشق کو اپنا دارالخلافہ بنا لیا۔ اس طرح شام کو عالم اسلام کی مرکزیت کا مقام حاصل ہو گیا۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب کہ اسلامی مملکت کے حدود فرانس سے لے کر چین تک اور یوکرین سے لے کر ہندوستان تک پھیل گئے تو دمشق کو دنیا کی واحد سپر پاور اور مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت کی راجدھانی بننے کا شرف حاصل ہو گیا۔

۱۹۱۸ء تک مسلمانوں کے مختلف خاندانوں اور افراد کی شام پر حکومت قائم رہی۔ ۱۹۱۹ء میں سلطنت عثمانیہ کی شکست کے بعد برطانیہ اور فرانس کی فوجیں شام میں داخل ہو گئیں۔ پھر ۱۹۲۰ء سے وہاں فرنسیسی اقتدار کا دور شروع ہوا جو ۱۹۴۴ء تک برقرار رہا۔ ۱۹۴۴ء کو فرانس سے آزادی کے بعد شکری القوتلی وہاں کے پہلے صدر بنے، لیکن ۱۹۴۹ء میں کرنل حسنی زعیم نے ان کا تختہ پلٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ پھر ۱۹۵۴ء تک چار بار تختہ پلٹ کی کاروائیاں ہوتی رہیں، گویا بالکل طوائف الملوکی کا دور دور رہا، ۱۹۵۴ء میں ہوئے انتخابات میں شکری القوتلی پھر سے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں وہ شام کا مصر سے الحاق کروا کے خود عہدہ صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۶۱ء کو جنرل امین الحافظ نے شام پر اپنا کنٹرول قائم کر کے مصر وشام کے اتحاد کو توڑ دیا اور شام میں بعث پارٹی کی حکومت کی شروعات کر دی۔ ۱۹۶۶ء کو نورالدین الاتاشی نے امین الحافظ کا تختہ پلٹ کر اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا پھر ۱۹۷۰ء کو جنرل حافظ الاسد نے نورالدین کو کنارے لگا کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۳۰/ سال تک اقتدار پر قابض رہنے کے بعد ۲۰۰۰ء میں ان کی موت ہو گئی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے بشار نے باپ کی وراثت حاصل کر کے حکومت کی گدی سنبھالی، اب تک اپنی پوری فوجی طاقت وقوت کو استعمال کر کے عرب بہاریہ کا مقابلہ کرتے ہوئے تخت سلطنت پر براجمان ہیں۔ (بشکریہ "تعمیر حیات" ۱۰ مئی ۲۰۱۳)

ادارہ

افکار و تاثرات

علمائے احناف کی تصنیفی خدمات کی تحقیق' وفاق المدارس کو مفید مشورہ ...... محمد ابوبکر قاسمی ' ملتان

ماہنامہ ''الحق'' میں جناب محمد ثاقب صاحب' سابق جج سپریم کورٹ آف افغانستان کا تحریر کردہ مضمون' علمائے احناف کی تصنیفی خدمات جو کہ اصول حدیث کے فن پر مبنی ہے' بہت اچھا سلسلہ شروع کیا ہے اس میں ابھی تک تقریباً اڑھائی سو کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اسی بات کو علامہ ابن ندیم نے چوتھی صدی ہجری (محمد بن اسحاق بن ندیم ۳۸۵ھ) میں اپنی کتاب فہرست ابن ندیم کے ص ۲۹۹ پر یوں بیان کیا ہے۔علم' بر و بحر مشرق و مغرب' بعد و قرب میں جتنا بھی مدون ہوا ہے' وہ امام ابوحنیفہؒ کا مدون کیا ہوا ہے۔ (بحوالہ مقام ابوحنیفہ مصنف مولانا سرفراز خان صفدرؒ)
وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کتب کی آڑ میں چند لوگ (غیر مقلدین) یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ احناف کے پاس ذخیرہ کتب نہیں ہے' یہی وجہ ہے کہ اکثر و بیشتر بلکہ تمام دیوبندی مدارس میں زیادہ تر شوافع (جلالین صحاح ستہ وغیرہ) کی کتب پڑھائی جاتی ہیں' فی زمانہ ماہنامہ ''الحق'' نے اصول حدیث پر مبنی کتب کی جو فہرست پر مشتمل مضمون کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ بروقت اور برموقع ہے' اگر فن اصول حدیث کیساتھ ساتھ فنِ حدیث' فنِ تفسیر واصولِ تفسیر اور فنِ اصول فقہ وفقہ کی کتب کی فہرست کا مضمون بھی شروع کردیں اور بعد ازاں انہیں الگ کتابی صورت میں شائع کردیں تو یہ جہاں ایسا پروپیگنڈہ (احناف کے پاس ذخیرہ کتب نہیں ہے' یہ لوگ شوافع وغیرہ کی کتب کے محتاج ہیں) کرنے والوں کا مسکت و دندان شکن جواب ہوگا' وہاں موجودہ دور (۱۴۳۳ھ' ۲۰۱۳ء) کے حنفیوں پر احسان عظیم بھی ہوگا۔اگر آنجناب وفاق المدارس کے سرکردہ حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں کہ اگر وہ نصاب میں نظر ثانی کر کے جلالین کیساتھ یا اسکے علاوہ تفسیر مدارک النسفی یا مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی تفسیر دلائل القرآن فی اثبات النعمان اور امام ابوحنیفہؒ کی یہ کتاب الآثار وغیرہ کتب کو داخل نصاب کردیں تو یہ اثبات حنفیت کی بہترین خدمت ہوگی۔ نیز یہ کہ اگر وفاق المدارس کے نصاب میں علمائے دیوبند کے عقائد پر درجہ اولیٰ میں یا درجہ ثانیہ میں ''المہند علی المفند'' کا اردو ترجمہ پر مبنی کتاب کو بھی شامل کیا جائے اور درجہ ثالثہ یا رابعہ میں عقائد اسلام مصنف مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کو بھی داخل نصاب کیا جائے تو طلباء کو ابتداء ہی سے عقائد علمائے دیوبند سے آگاہی ہوگی اور آگے چل کر نہ ہی یہ طلباء خود خطا ہوں گے اور نہ عوام خطا کے راستے اختیار کریں گے۔اور اس کے سدِ باب میں بھی خاصا کردار ادا کریں گے۔

والسلام : محمد ابوبکر قاسمی

ولد مولانا عبدالقادر قاسمیؒ سابق شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عالم اسلام کی زبوں حالی کا ماتم .... مولانا عبدالرؤف فاروقی

طاغوتی نظام کے سائے تلے گذرتی ہوئی زندگی میں ہم نے ایک دوسرے کو ایک بار پھر ''عید مبارک'' کہا اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ افغانستان کی امارتِ اسلامیہ کو تاراج ہوئے بارہ برس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور وہاں کے مسلمان ابھی شہادتوں کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں ● قبلہ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے اور فلسطینی مسلمان خوف اور جبر کے ماحول میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ● مصر، عراق اور شام میں مسلمانوں کا خون اس ''جرم'' میں بہایا جا رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ● مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی زندگی دن بدن تلخ سے تلخ ترین ہوتی جا رہی ہے۔

● ارکان (برما) میں مسلمانوں کی مساجد، گھر اور املاک جل رہی ہیں، انہیں مہاجر کیمپوں میں جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا ہے اور خواتین کی آبروریزی کی جا رہی ہے۔

● پوری دنیا میں اسلام کے نام لیوا غلام بنائے جا چکے ہیں، کہیں سے خوشی کی کوئی خبر موصول نہیں ہو رہی، مسلمانوں کے حکمران عالمی طاغوت کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں ● اور اس سب کچھ سے زیادہ باعث شرم اور اندوہناک صورتحال یہ ہے کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والے ملک ''پاکستان'' میں ہمارے جیتے جی نفاذ شریعت کی جدوجہد کمزور، اور اس مطالبے پر بلند ہونے والی آواز مدھم ہوتی جا رہی ہے۔

اسلام کے نام پر قربانیوں، شہادتوں، لاشوں، بہنے والے خون، لٹنے والی عزتوں، اجڑنے والی بستیوں، جلنے والی مسجدوں، اور ویران ہو جانے والے گھروں کی پکار...... میں تو سُن رہا ہوں...... کیا آپ بھی سُن رہے ہیں؟

یاد رکھئے! اگر جواب...... جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن نہیں دیں گے تو اور بھی کوئی نہیں دے گا۔ اگر آپ بھی اس پکار کی دستک اپنے دل و دماغ پر محسوس کرتے ہیں تو پھر یہ قبرستان کی سی خاموشی، موت کا سا سناٹا اور پہاڑوں کا سا جمود کب تک؟...... پرچم نبویؐ لہرا کر اٹھیے اور طاغوت کے اس نظام کا تختہ اُلٹ کر پوری قوت کے ساتھ نفاذ شریعت کی جدوجہد کا آغاز کیجئے تاکہ ظلم کی تاریک رات کا خاتمہ ہو جائے۔ والسلام : مولانا عبدالرؤف فاروقی

(جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

مفید معلومات اور محقق مضامین .... مولانا محمد صادق الامین، فیصل آباد

گزشتہ چند سالوں سے حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب کی خصوصی شفقت سے ماہنامہ ''الحق'' پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں بحمد للہ یہ مجلہ ملک و بیرون ملک اپنی مثال آپ ہے۔ انتہائی مفید معلومات اور محقق مضامین پر مشتمل بے شمار خلق خدا کیلئے نفع رسانی کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ حضرت اقدس مدیر مسئول دامت برکاتہم کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرماویں۔ امین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء محمد صادق الامین

ادارہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز اور افتتاحی تقریب: الحمدللہ ۱۴ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ر اگست ۲۰۱۳ء بروز بدھ کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باقاعدہ آغاز ہوا۔اس سے قبل دارالعلوم کے تمام درجات میں کثیر تعداد میں خالصتاً میرٹ اور وفاق المدارس کی اسناد کی بنیاد پر داخلے ہوئے اور باوجود سخت امتحان (انٹری ٹسٹ) اور قواعد وضوابط کے شعبہ درس نظامی، حفظ، تخصص وغیرہ میں ہزاروں طلباء کے اس سال الحمدللہ داخلے مکمل ہوئے۔جن میں صرف دورہ حدیث کے طلباء کی تعداد پندرہ سو کے لگ بھگ ہے جبکہ وسائل کی کمی اور حالات کی خرابی کی وجہ سے نہایت سخت قیود وشرائط کا لحاظ رکھا گیا تھا۔افتتاح کے موقع پر دارالعلوم کے تمام اساتذہ' مشائخ وطلباء ایوان شریعت (دارالحدیث) کے وسیع وعریض ہال میں جمع تھے۔حسب سابق پہلے اجتماعی طور پر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔پھر اسکے بعد حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے درس حدیث ترمذی سے باقاعدہ اسباق کا آغاز کیا۔اس موقع پر آپ نے طلباء سے فضیلت علم، علماء، طلباء کی ذمہ داریاں، پابندی اوقات اور موجودہ نئے حالات میں دینی مدارس اور علماء وطلباء کو درپیش نئے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے بھرپور علمی تیاریوں کے بارے میں نصیحت آموز اور سیر حاصل خطاب فرمایا۔پھر نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی اور ہدایات سے بھرپور جامع خطاب فرمایا۔

حضرت مہتمم صاحب کا سفر حرمین: امسال بھی حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۲۱ر رمضان المبارک کو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے دوران سفر آپ کی ملاقات امام حرم کی وچیئر مین سینٹ جناب الشیخ صالح بن حمید مدظلہ اور دیگر علماء ومشائخ سے ہوئی۔عیدالفطر آپ نے مدینہ منورہ میں ادا کی۔۱۰ر اگست کو آپ کی واپسی ہوئی' آپ کے ہمراہ مولانا سید احمد شاہ حقانی بھی تھے۔اس کے بعد ۲۶ر اگست کو دوبارہ آپ سعودی ترقیاتی بینک کی دعوت پر جدہ میں صحت کے حوالے سے انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔کانفرنس میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ اور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے نمائندگی کی۔پاکستان سے مختلف اہم دینی اور مذہبی شخصیات کے علاوہ سعودی عرب کے نامور شیوخ بھی شرکت کریں گے۔

جناب شفیق الدین صاحب کیلئے دعائے صحت کی اپیل: ۲ ماہ تک ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد گھر منتقل ہوگئے ہیں لیکن تاحال طبیعت ناساز ہے۔قارئین الحق اور فضلاء حقانیہ سے ان کیلئے مزید خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

دارالعلوم کے نئے اساتذہ کی تقرری: امسال دارالعلوم حقانیہ میں نئے اساتذہ کی تقرری ہوئی جس میں معقولات ومنقولات کے ماہر اور جید مدرس مولانا رشید احمد سواتی 'مصنف 'معارف الکافیہ' کے علاوہ مولانا محمود الحسن حقانی بن شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب اور مولانا بلال احمد پشاوری شامل ہیں۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

پیام سیرت عصر حاضر کے پس منظر میں ....مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی عصر حاضر کا ایک جید محقق اور عالم ہیں' طویل عرصے سے سماجی معاشرتی تہذیبی' ثقافتی' سیاسی' معاشی اور دیگر سلگتے ہوئے جدید موضوعات پر جدید عنوانات اور جدید اسلوب میں اپنے گراں بار اشہب قلم سے تشنہ لب اصحاب ذوق اور قارئین کی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔مختلف موضوعات پر ان کے سینکڑوں کتابیں مقالات اور مضامین منظر عام پر آئے ہیں' اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے' زیر تبصرہ کتاب انڈیا کے روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں ''شمع فروزاں'' میں لکھی گئی سیرت النبیؐ کے موضوع پر مقالات کا مجموعہ ہے یہ چار ابواب پر مشتمل ہیں۔ باب اول مطالعہ سیرت کے مبادی' باب دوم حیات طیبہ ایک نظر میں' باب سوم سیرت نبوی سبق آموز پہلو' باب چہارم امت پر نبیؐ کے حقوق۔سیرت کے متعلق کسی واقعہ کو اجمالاً بیان کرکے اس سے ملنے والے عملی اسباق کو اخذ کرکے عصر جدید کے حالات کو واقعات سیرت پر منطبق کرنے کی سعی کی گئی۔

جناب مولانا محمد جمیل اختر ندوی صاحب لائق صد احترام ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا رحمانی صاحب کے ان مضامین کو یکجا کرکے برسوں سے لکھے جانے والے اخبارات کے اوراق گم گشتہ سے ان مقالات کو تلاش کرکے کتابی شکل میں شائع کرکے منظر عام کو معطر کردیا۔مضامین بھی اعلیٰ اور صاحب مضامین بھی اعلیٰ' کاغذ بھی اعلیٰ اور طباعت بھی اعلیٰ۔علمی ودینی وتحقیقی حلقوں بالخصوص سیرت کے موضوع سے شغف اور دلچسپی رکھنے والے مدارس عربیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔اللہ دونوں کی سعی کو قبول فرمائے۔اور اللہ زمزم پبلشر والوں کو توفیق دے کہ یہ مزید علمی کتابوں سے قارئین کو روشناس کراسکے۔امین۔یہ کتاب ۳۰۶ صفحات پر مشتمل ہے جس کی قیمت ۴۰۰ روپے اور زمزم پبلشرز کراچی سے دستیاب ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام......حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی

سراج الائمہ رئیس المجتہدین فقیہ اعظم محدث کبیر امام ابوحنیفہؒ ایک شخصیت ہی نہیں ایک عظیم مسلک ایک عظیم تاریخ ایک عہد ساز فکری اور علمی لحاظ سے ایک دبستان فکر کا نام ہے۔وہ جتنے عظیم انسان تھے' قدرت نے ان سے علوم نبوت اور فروع علوم اسلامیہ کا جتنا کام لیا' اسی طرح انکا حلقہ تلمذ واثر جس قدر وسیع اور عظیم تھا ان کی خدمات جس قدر بے پناہ تھیں اس تناسب سے انکے مخالفین کی تعداد بھی خاصی کثرت سے پائی جاتی ہے اور اب بھی موجود ہے' مخالفین نے

انکے خلاف کیا کیا کچھ نہیں کیا اور کیا کچھ نہیں لکھا کسی نے بتایا کہ امام صاحب کا حافظہ کمزور تھا کسی نے کہا کہ احادیث مبارکہ پر عبور اور مہارت نہیں رکھتا تھا' کسی نے انکے محدثانہ مقام کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ مخالفین نے انکے خلاف اپنا زورِ قلم اور زورِ بیان تمام کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو بلند کرنا چاہے اسکو کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آپکو جتنا بدنام کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی زیادہ آپکو دنیا میں شہرت وعظمت عطا فرمائی۔

زیرِ مطالعہ کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام'' یہ اس کتاب کا حصہ اول ہے جسمیں صرف امام اعظم کے محدثانہ مقام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ٹھوس اور مضبوط حوالہ جات اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ علم حدیث کے شہسوار اور بہت اونچا مقام اور عظیم مرتبہ رکھتے ہیں۔ نہایت ہی اعلیٰ معیاری' تحقیقی' علمی کتاب ہے۔ اللہ کرے اسکا دوسرا حصہ جلد منظر عام کو معطر کر سکیں' اللہ مصنف کو توفیق دے کہ مزید علمی و تحقیقی خدمات انجام دے سکے امین۔

صفحات ۲۷۲' قیمت درج نہیں' مکتبہ خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک۔ سے دستیاب ہے۔

تقریظات حکیم الاسلام..........محمد عدنان مرزا

علم اور تحقیق کی دنیا میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ کسی تبصرے اور تعارف کے محتاج نہیں' آپ اپنے عصر کے ایک نابغہ روزگار عبقری شخصیت تھے۔ اور اسلاف امت اور اساطین ملت کے عکس مجسم اور حسین تصویر تھے آپ کی ساری زندگی خدمت قرآن اور خدمت حدیث اور علوم اسلامیہ کے نشرواشاعت میں صرف ہوئی انہوں نے ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ تحریر فرما کر علمی و تحقیقی دنیا کو اپنے زرین خیالات' تصورات اور افکار سے آشنا کرادیا۔ حضرت محترم قاری صاحب مختلف الجہات اور جامع الصفات شخصیت تھے وہ ہر فن کا مولیٰ تھے وہ مفسر تھے تو محدث بھی تھے' متکلم تھے تو مناظر بھی تھے مقرر تھے تو مصنف بھی تھے۔ بیسیوں کتابیں ان کے علم و فضل کی آج بھی گواہی دیتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ کتابوں کا مطالعہ بھی ایسے اہتمام سے کرتے تھے کہ دوسرے مصنفین' مولفین اور مترجمین اپنی کتابیں ان کی خدمت میں نظر ثانی یا تقریظ کیلئے بھیجتے تو وہ مطالعہ کرکے ان پر تقریظی کلمات بھی تحریر فرماتے تھے یہ تقریظ یا تو مختصر ہوتی یا کبھی خود ایک طویل مضمون کی شکل میں حقائق و معارف اور علمی نکات کا آئینہ دار ہوتی مگر حضرت قاری صاحب کی یہ تقاریظ ابھی تک کتابی صورت میں یکجا ہو کر طبع نہیں ہوتی تھی۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''تقریظات حکیم الاسلام'' انہی تقریظات قاسمی کا ایک زریں مجموعہ ہے۔ اللہ جزائے خیر دے' نوجوان مصنف جناب محمد عدنان مرزا صاحب کو کہ وہ اکابرین کی شہ پاروں کو محفوظ کرنے کا مثبت جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ انہوں نے بڑی جانفشانی اور جدوجہد کیساتھ حضرت قاری صاحب کے تقریظات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کتابی صورت میں شائع کرکے منظر عام پر لایا۔ اللہ تعالیٰ محترم کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول سے نوازے اور مزید بھی علمی خدمات کیلئے توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ ۳۵۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جس کی قیمت درج نہیں' مکتبہ الایمان کراچی سے دستیاب ہے۔ 0332-3552382

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیئے!
Brands
Award

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

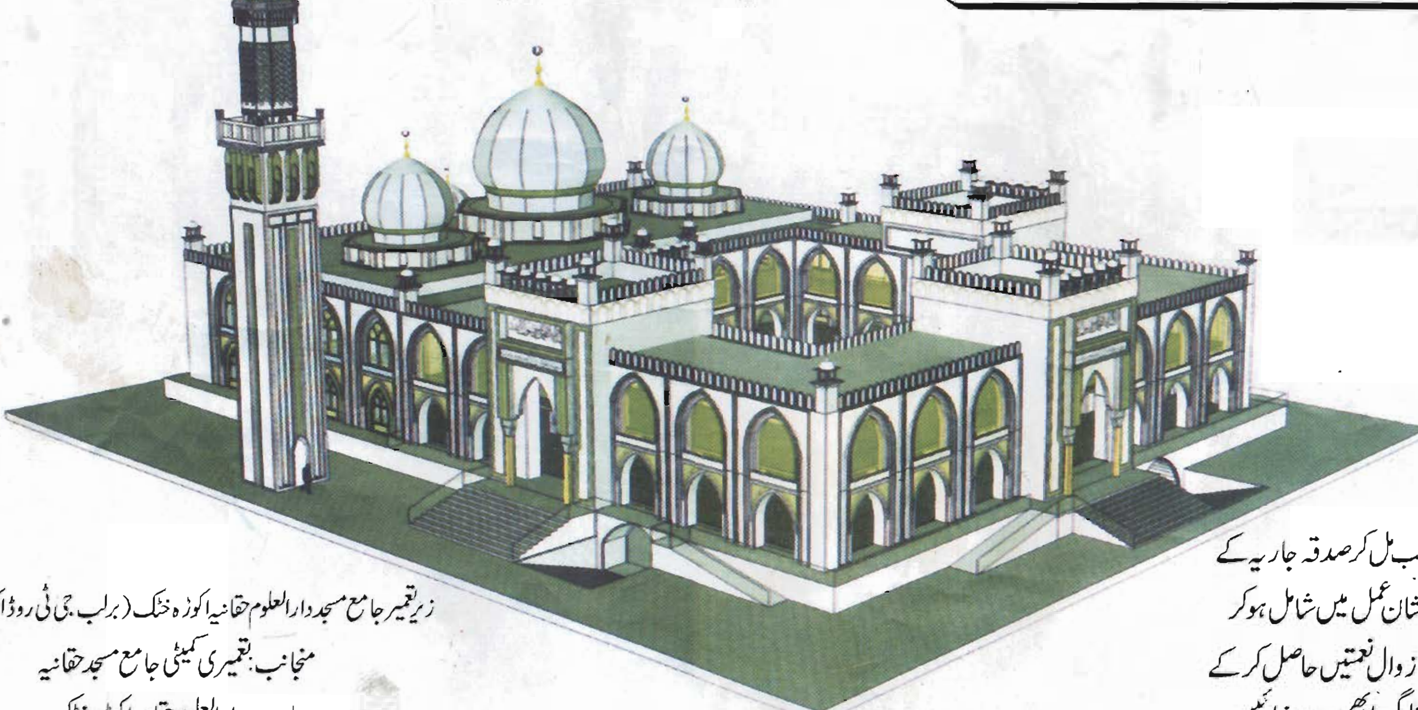

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑ
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔